درس حدیث

محمد اظہر مدنی

اس کا جذبۂ ایمان صادق تھا...

عن شداد بن الهاد، أن رجلا، من الاعراب جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فآمن به واتبعه ثم قال أهاجر معك فأوصى به النبى صلى الله عليه وسلم بعض أصحابه فلما كانت غزوة غنم النبى صلى الله عليه وسلم سبيا فقسم وقسم له فأعطى أصحابه ما قسم له وكان يرعى ظهرهم فلما جاء دفعوه اليه فقال ما هذا؟ قالوا قسم قسمه لك النبى صلى الله عليه وسلم فأخذه فجاء به الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا؟ قال قسمته لك قال: ما على هذا اتبعتك ولكنى اتبعتك على أن أرمى الى هاهنا وأشار الى حلقه بسهم فأموت فأدخل الجنة فقال: ان تصدق الله يصدقك فلبثوا قليلا ثم نهضوا فى قتال العدو فأتى به النبى صلى الله عليه وسلم يحمل قد أصابه سهم حيث أشار فقال النبى صلى الله عليه وسلم أهوهو قالوا: نعم قال: صدق الله فصدقه ثم كفنه النبى صلى الله عليه وسلم فى جبة النبى صلى الله عليه وسلم ثم قدمه فصلى عليه فكان فيما ظهر من صلاته اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا فى سبيلك فقتل شهيدا أنا شهيد على ذلك.(١٩٥٧ كتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء سنن النسائى)

ترجمہ: حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ پر ایمان لایا اور ساتھ ہولیا، پھر کہنے لگا میں آپؐ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔تو آپؐ نے بعض صحابہ کو وصیت کی کہ (اس کا خیال رکھنا) جب غزوہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ساری بکریاں غنیمت میں ملیں۔آپؐ نے اسے تقسیم فرمایا اور اس کا بھی حصہ لگایا۔اس وقت وہ بکریاں چرانے گیا تھا جب وہ آیا تو صحابہؓ نے اس کا حصہ اس کے سپرد کیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے کہا یہ تمہارا حصہ ہے جو رسول اللہ نے تم کو دیا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا حصہ لیا اور نبی کے پاس آیا اور عرض کیا۔ یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تمہارا حصہ ہے جو میں نے نکالا ہے۔اس نے کہا کہ میں نے آپؐ کی پیروی اس کے لئے نہیں کی۔ بلکہ اس لئے کی کہ میرے اس جگہ تیر لگ جائے اور اشارہ کیا اپنے حلق کی طرف، پھر میں مروں اور جنت میں داخل ہوجاؤں۔آپؐ نے فرمایا: اگر تم نے اللہ سے سچا وعدہ کیا ہے تو اللہ بھی اسے سچا کرے گا۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد دشمنوں سے جنگ شروع ہوئی۔لوگ انہیں اٹھا کر رسول اللہ کے پاس لائے اس حالت میں کہ انہیں اس جگہ تیر لگا تھا جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا۔آپؐ نے پوچھا، کیا یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں آپؐ نے فرمایا اس کا جذبہ صادق تھا۔تو اللہ تعالی نے بھی اسے سچ کر دکھایا۔ پھر نبیؐ نے اپنے جبہ میں اس کو کفن دیا اور اس کو آگے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی تو جتنا کچھ آپؐ کی نماز سے لوگوں کو ان کے لئے دعا سنائی دی وہ یہ تھی: اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، تیری راہ میں ہجرت کی اور جام شہادت نوش کیا اور میں اس پر گواہ ہوں۔

تشریح: محسن انسانیت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کو انسانیت کا ایسا درس دیا کہ اس کی نظیر تا قیامت کوئی پیش نہیں کرسکتا۔آپؐ دنیا میں ہر ایک کے لیے محسن ومشفق اور بہترین معالج تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرماتے اور ہر ایک کے لیے خیر وبھلائی کے خواہاں تھے،عدل وانصاف کا معاملہ فرماتے تھے اور پوری زندگی آپؐ نے کبھی کسی کا استحصال نہیں کیا۔غزوۂ خیبر ۷ھ کے موقع پر ایک اعرابی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوجاتا ہے۔قبول اسلام کے بعد اس نے رسول اللہ کی رفاقت اور ان کے ساتھ ہجرت کرنے کا یہ کہتے ہوئے سوال کیا کہ کیا میں آپؐ کے ساتھ مہاجر بن کر رہ سکتا ہوں؟ تو آپؐ نے اپنے بعض صحابہ کرامؓ کو وصیت فرمائی کہ اس کا ضرور خیال رکھنا۔اسی بیچ کچھ مال غنیمت آپؐ کو حاصل ہوا تو آپؐ نے اس کی تقسیم میں اس اعرابی کو بھی برابر کا شریک رکھا جن کو ابھی نیا نیا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔اس دن وہ اعرابی مویشی چرانے میں مصروف تھے جب وہ آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا حصہ ان کے سپرد کیا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ نبی کریم نے تمہارے لیے یہ حصہ مقرر کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا حصہ لے کر نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔اور پھر وہی سوال کیا جو صحابہ سے کیا تھا کہ یہ کیا ہے؟ تو رسول پاکؐ نے کہا یہ تمہارا حصہ ہے۔ جو میں نے نکالا ہے۔اس اعرابی کے جذبۂ ایمانی اور محبت رسول کو دیکھئے کہ انہوں نے رسول اللہ سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے آپؐ کا ساتھ تو اس لئے نہیں دیا تھا کہ مجھے آپؐ مال ودولت سے نوازیں بلکہ میں نے تو آپ کا ساتھ اس لئے دیا کہ یہاں یعنی حلق پر تیر لگے اور اللہ کی راہ میں شہید ہوکر جنت میں داخل ہوجاؤں۔رسول اکرمؐ نے ان کی اس بات پر مہر ثبت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی پورا کرے گا۔اور حقیقت میں بندہ مومن کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے ان کے دل کی نیت اور اسلام کے تئیں بے پناہ محبت کو شرف قبولیت سے نوازا اور وہ راہ خدا میں شہید ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد صحابہ کرامؓ نے ان کی نعش کو اٹھا کر نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ اپنے اس محبوب کو دیکھتے ہی پہچان گئے۔اور صحابہ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا یہ وہی شخص ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہاں اے رسول ﷺ! یہ وہی ہیں۔ جو ابھی چند دن قبل اسلام لائے تھے۔رسول اللہ نے اپنے اس مخلص اور جذبۂ صدق سے سرشار ساتھی کو اپنی جبہ مبارک میں کفن دیا اور صلاۃ جنازہ پڑھائی اور اللہ تعالی سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس کے لئے خصوصی دعا فرمائی کہ اے اللہ یہ تیرا مطیع وفرمانبردار بندہ ہے جو تیری راہ میں دنیا جہاں کو چھوڑ کر نکل گیا۔اور تیری رضا وخوشنودی کے لئے شہید ہوگیا لہٰذا تو ایسے شخص کی مغفرت فرمادے۔اس پورے واقعہ سے آپ اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابی رسول کی نگاہوں میں دنیا کی دولت کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ ان کی زندگی کا اصل مقصد اپنی آخرت کو سنوارنا اور اخروی زندگی کے لئے زادراہ اکٹھا کرنا تھا۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اپنی آخرت کی فکر کرنے اور اس کو سنوارنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین وصلی اللہ علی محمد

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ایک نورانی وصیت	۶
نعمتوں کی شکر گزاری اور نفس کا محاسبہ	۹
موزوں پر مسح کے احکام ومسائل	۱۱
تیمّم کے احکام ایک نظر میں	۱۵
اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے	۱۶
اکل حرام یا اکل حلال	۱۸
حسد نہ کرو	۱۹
شادی کے لئے ذات برادری کی قید-ایک جائزہ	۲۱
شیخ الحدیث مولانا عزیز الحق عمری رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۶
جماعتی خبریں	۲۸
اعلان داخلہ المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلاميه	۳۰
سابق امیر حافظ محمد یحیٰ دہلوی صاحب کے انتقال پر تعزیتی پیغام	۳۱
اشتہار اہل حدیث منزل واہل حدیث کمپلیکس	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

غلامی کی یہ روش-ایک لمحۂ فکریہ

بندگی واطاعت اور فرماں برداری وخدمت گذاری انسان کی معراج ہے، اور غلامی وبندگی اور خدمت گاری انسان کی پستی اور ذلت کی انتہا ہے۔ اگر یہ خالص اللہ کے لئے اور اس کی رضامندی اور اس کے حکم کے سامنے تسلیم ورضا کے لئے ہوتو وہ مطلوب ومرغوب اور محبوب ہے۔ بلکہ انسان پر فرض ہے کہ ایسا ہی رویہ اختیار کرے اور اس کے ذریعہ کبھی وہ انسانیت کی اعلیٰ معراج پر فائز ہو اور وہ حیات انسانی کے حقیقی مقصد کو پالے اور مسجود ملائکہ قرار پائے، تو کبھی اشرف ترین مقام ومرتبہ نبوت ورسالت سے سرفراز ہو اور بجا طور پر سب سے مقام اعلیٰ عبدہ ورسولہ کے خطاب والقاب اور منصب ومقام سے نوازا جائے اور فوز وفلاح انسانیت کے لئے معیار ونمونہ قرار دیا جائے۔ اور اس کو کسوٹی، حقیقی اسوہ اور آخری نموذج وسانچہ قرار دے کر جو اس پر پورے اترے اسے کھرا گردانا جائے اور جو اس مقام ومرتبہ اور معیار وشعار کے لائق نہ ہو وہ مردود ومبغوض قرار دے کر مغضوب علیہم اور ضالین ومضلین قرار پائے۔

ان غلام اقوام اور عوام وخواص میں سے جو دیگر قوموں اور شخصیتوں، تہذیبوں، عادات وخیالات اور رواج ورسومات کے غلام ہوتے ہیں وہ صدیوں اپنا مقام ومرتبہ بھول کر ذلت وپستی اور نکبت وادبار میں پڑے مظلومیت کی زندگی گذارتے رہتے ہیں اور نوبت یہاں تک جا پہنچتی ہے کہ وہ جن قوموں اور شخصیتوں کے جسمانی غلام ہوتے ہیں ان کے وہ روحانی غلام بھی بنتے چلے جاتے ہیں۔ ماضی بعید میں قومیں اپنی حیثیت اور حقیقت نہ پہچاننے کی وجہ سے غلام بنائی جاتی تھیں اور غفلت، سستی اور پست ہمتی یا قلت تعداد اور مالی ونفری کمزوری ودیگر مادی ومعنوی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے غلام بن جاتی تھیں۔ مگر ان کے اندر حریت وآزادی اور اپنی عظمت رفتہ کو پالینے کی تڑپ ہر وقت باقی رہتی تھی۔ اس لئے غلامی کی زندگی میں بھی وہ آزاد رہا کرتی تھیں، ان کی سوچ کے دھارے کبھی نہیں بدلتے تھے وہ سیکڑوں سال غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنے کے باوجود اپنی حیثیت اور ہستی کو بھی نہیں بھولتے تھے۔ چنانچہ وہ ایسی ہمت اور خودداری کے ساتھ آزادی حاصل کرتے تھے کہ ان کے بارے میں کوئی تصور نہیں کرسکتا کہ وہ کبھی غلام بھی تھے۔ ہاں ان کو غلام ضرور بنالیا گیا تھا لیکن وہ ایک لمحے کے لئے بھی غلام نہیں بنے تھے، دنیا انہیں مغلوب اور غلام

ضرور سمجھتی تھی مگر انہوں نے اپنے طور پر غلامی کو کبھی قبول نہیں کیا، ذہنی طور پر انہوں نے کبھی بھی پسپائی اختیار نہیں کی۔جسم بھلے ہی قید وبند کی صعوبتیں، غلامی کے شب وروز اور بیگاری ولاچاری کے ایام گذار رہے ہوتے تھے، مگر ذہن ودماغ اور دل وجان سے انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے آپ کو غلام نہ مانا ،نہ سمجھا تھا۔وہ انتہائی کسمپرسی ،مسکنت اور اضطراری وبے قراری کی حالت میں بھی ذہنی وروحانی غلام نہیں رہے۔گردش ایام نے گرچہ اقوام عالم کے سامنے ان کو اقتصادی ، معاشی ، سماجی اور معاشرتی طور پر بھلے ہی پست کردیا ہو اور وہ حالات کے پیش نظر دوسروں کے دست نگر کچھ حالات ومعاملات میں بھلے ہی ہوگئے ہوں، مگر انہوں نے کبھی بھی ذہنی طور پر مرعوب اور غلام اپنے آپ کو نہیں ہونے دیا۔دراصل غلامی اور تقلید قوموں کی زندگی کا ایک بڑا روگ اور ناسور ہے جو جس قوم وملک کو بھی لگ جائے اس سے خیر اٹھ جاتا ہے، خواہ جسمانی غلامی ہو یا ذہنی یا صرف ذہنی وفکری مگر اس میں سب سے بدتر غلامی یہ ہے کہ قومیں جسم وذہن اور فکر وخیال کی دنیا میں کسی قوم کی غلامی اختیار کرلے، پھر وہ غلامی بدتر ہوگی جس میں جسمانی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی ذہنی غلامی میں مبتلا ہوجائے۔صرف جسمانی طور پر غلام ہوجانا وقتی افتاد ہوتی ہے اور زندہ قومیں ایک نہ ایک دن اپنی حریت وآزادی مناسب وقت پر حاصل کرلیتی ہیں۔احساس زیاں ان کو کچوکے لگاتا رہتا ہے۔وہ غلامی میں بھی ایک لمحہ کے لیے اپنے اہداف ومقاصد حریت سے غافل نہیں ہوتیں۔اگر غلامی کے جھکڑ اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ان کی تدبیریں اور مادی وسائل کوششوں کے باوجود ان کے کام نہ آسکیں اور وہ آزاد نہ بھی ہوسکیں تو ایک نہ ایک دن ان کی آنے والی نسل اپنے موروثی ذوق یقین کے بل پر اس عبدیت وغلامی سے نجات ضرور پالیتی ہیں۔

لیکن غلامی کی تینوں قسموں کے علاوہ ایک چوتھی قسم غلامی کی سب سے بھیانک، خطرناک اور سب سے بری غلامی ہوتی ہے، جس میں پڑ کر قومیں، ملتیں، افراد وجماعت اور ملک وسماج تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں اور جس کی وجہ سے زمینوں اور آسمانوں کے امور ومعاملات میں بگاڑ وفساد رونما ہوتے ہیں اور یوں دنیا جہان کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے اور وہ ہے نفس کی غلامی۔اللہ تعالی نے اس حقیقت کو بڑے دوٹوک انداز میں بیان فرمادیا ہے۔وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (المومنون:۷۱)''اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہوجائے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہوجائے۔حق تو یہ ہے کہ ہم نے انھیں ان کی نصیحت پہنچادی ہے۔لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔''

ابلیس اور اس کے تمام اعوان وانصار، چیلے چپاٹے اور لاؤ ولشکر سب مل کر جتنا نقصان نہیں پہچاتے، تباہی نہیں مچاتے اور مصیبت بن کر نہیں منڈلاتے اس سے کہیں زیادہ اپنے نفس کی برائی اور شرارت انسان اور مسلمان کو بربادی کے دہانے پر کھڑا کردیتی ہے۔نفس کی غلامی میں جو مبتلا ہو وہ بقیہ ہر طرح کی غلامی میں جاسکتا ہے۔خواہشات نفسانی میں پڑنا اور اس کی کسی بھی طرح سے تابع داری اختیار کرنا بربادی کا پیش خیمہ ہے۔کیوں کہ انسان نفس کی غلامی جان بوجھ اور سوچ سمجھ کر کرتا ہے، لیکن نفس کی غلامی اختیار کرنے کے سبب اللہ تعالی کی طرف سے اس کے کانوں اور دل پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیے جانے کی وجہ سے غلطی پر غلطی کرتا جاتا ہے اور اس کے لیے حق وصداقت کی راہ پر گامزن ہونا مشکل ہوجاتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (الجاثیۃ:۲۳)''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کردیا ہے۔اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی ہے۔اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔''

انسان جب نفس کی غلامی اختیار کرلیتا ہے اور اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالی اس کی عقل وخرد کا چراغ بجھادیتا ہے تو صرف یہی نہیں کہ اس کے نزدیک قوی اور مضبوط ترین دلائل کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی ہے اور وہ ایسا اندھا اور بہرا ہوجاتا ہے اور گمراہی کی اس حد تک جا پہنچتا ہے کہ اس کا نفس اسے جدھر چاہتا ہے ادھر پھراتا رہتا ہے اور اس کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر ہوجاتی ہے۔ذرا قرآن کریم کی یہ بھی تعبیر ملاحظہ فرمائیں:اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا . اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان:۴۳)''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔کیا آپ اس کے ذمہ دار ہوسکتے ہیں؟ کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں۔وہ تو نرے چوپایوں جیسے ہیں۔بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔''

نفس کی غلامی تو وہ ظالم ہے کہ جاہل تو کجا، وہ ایک اچھے خاصے پڑھے لکھے

اور عالم فاضل انسان کو بھی اپنے دام ہم رنگ میں پھانس لیتی ہے، بلکہ علماء اور دانشور قسم کے لوگ اس کا شکار کچھ زیادہ ہی ہوجاتے ہیں۔ یہ گروہ حق وانصاف کی ڈگر سے جب ہٹتا ہے تو پھر عوام کالانعام کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے۔ یہ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے طرح طرح کے ایشو اور مدعے گڑھتے ہیں، ان کے معصوم جذبات سے کھیلتے ہیں، ان کا بے دریغ استعمال واستحصال کرتے ہیں، نت نئے نعروں سے ان کو مشتعل کرکے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں، دن کی روشنی میں قوم وملت کے درد میں گھڑیالی آنسو بہاتے ہیں اور رات کی تاریکی میں ان کے مفادات وتشخصات اور مقدسات کا سودا کرتے ہوئے ادنی دریغ نہیں ہوتا۔ ان کے لیے دلیل وبرہان اور ان کا علم وتفقہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نفس کی غلامی ایسے لوگوں کی خودی اور غیرت وحمیت کو یکسر مٹا دیتی ہے۔ خوب وناخوب کا فرق مٹ جاتا ہے، ضمیر مردہ ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو خود اپنی اور اپنی قوم وملت کی ذلت ورسوائی کا ادنی پاس وخیال بھی نہیں رہ جاتا ہے۔ جاہ ومنصب کے حصول کے لیے ہر در اور ہر چوکھٹ پر جبہ سائی کرنا اور ذلیل وخوار ہونا ان کے شب وروز کا مشغلہ ہوتا ہے۔ شاید انہی عباد نفس کے بارے میں کہا گیا ہے:

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

یہ سنت سیئہ گزشتہ اقوام میں دہرائی جاچکی ہیں۔ قرآن کریم نے ان نفس پرستوں کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے ان کی مثال کتے سے دی ہے۔ فرمایا: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (الاعراف:۱۷۵-۱۷۶)'' اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کردیتے۔ لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حال کو بیان کردیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔''

نفس کے غلاموں کے اندر اللہ کے ذکر سے غفلت، ان کی رائے اور فکر میں کجی اور افراط وتفریط عام سی بات ہے۔ ان مواصفات رذیلہ سے متصف انسان خود اپنے آپ پر تو ظلم کرتا ہی ہے وہ اوروں پر بھی ظلم وتعدی روا رکھتا ہے۔ کسی کی عزت وناموس پر دست درازی کرنے میں اسے کوئی باک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید فرمائی کہ ان سگان دنیا، متبعین ھوی اور انسان نما حیوانوں کی پرواہ مت کریں۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکھف:۲۸)'' دیکھو اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گذر چکا ہے۔''

چونکہ نفس کا غلام دنیا کا سب سے ناکارہ، سب سے بڑا مجرم، کبر وغرور اور عجب میں مبتلا، ملک وسماج اور انسانیت کا مجرم، صفات بہیمیہ سے متصف اور اپنے ہاتھوں سے حطام دنیا، جاہ ومنصب، سستی شہرت وناموری حاصل کرنے کے چکر میں آخرت برباد کرکے سب سے بڑے خسارے کا مالک ہوجاتا ہے۔ نیز یہ کہ اس کے جال میں اچھے اچھوں کو بھی پھنس جانے کا ہمہ وقت خطرہ وکھٹکا لگا رہتا ہے، اس لئے انبیاء کرام جو معصوم تھے، اللہ تعالیٰ نے جن کو خاص نگہداشت میں رکھا تھا اور جو اخلاق وایمان کے اعلیٰ وبلندترین مقام پر فائز تھے وہ بھی نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ دور کیوں جاتے ہو خود سیدالاولین والآخرین، امام المتقین، امام الانبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کو دیکھو۔ آپ ہر خطبہ خطبۂ حاجہ میں اللہ جل شانہ کی حمد وثنا، تعریف وتوصیف اور استغفار وطلب ہدایت واعانت کے بعد پہلی چیز نفس کی شرارت سے پناہ مانگتے تھے اور نفس کی غلامی وتابعداری سے اللہ جل شانہ کی پناہ ڈھونڈتے تھے، آپ سے زیادہ پاکیزہ نفس کس کا ہوسکتا ہے؟ آپ تقوی واخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ پھر بھی وہ امت کو متنبہ کرنے کے لیے نفس کی برائی اور شرور وفتن سے اللہ کی پناہ مانگتے رہتے تھے۔ ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ آپ کے خطبہ شریفہ کا ایک اہم اور خاص حصہ ہوتا تھا، جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا اور جس سے نفس کی اس غلامی کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس لیے دنیا میں غلام بنانے والی قوموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے کے مقابلے میں نفس کی مخالفت اور بغاوت ہی غلامی سے آزادی کا پروانہ ہے۔ سچ کہا ہے:

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

اللہ جل شانہ خواہشات نفسانی، اس کی غلامی، ہر طرح کی غلامانہ ذہنیت، فکر وخیال اور ہر طرح کی غلامی کی زنجیروں سے ہمیں بچائے اور حاکم ورعایا، علماء وعوام، اساتذہ وطلبہ سب کو مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆

ایک نورانی وصیت

اللہ کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا غلام انی اعلمک کلمات احفظ اللہ یحفظک، احفظ اللہ تجدہ تجاھک، اذا سألت فاسأل اللہ، واذا ستعنت فاستعن باللہ، واعلم أن الأمة لو اجتمعت علی أن ینفعوک بشئ لم ینفعوک الا بشئ قد کتبہ اللہ لک، وان اجتمعوا علی أن یضروک بشئ لم یضروک الا بشئی قد کتبہ اللہ علیک رفعت الأقلام، وجفت الصحف (ترمذی: 2516، مسند احمد، ج1: 293)

یعنی عزیزم! میں تمہیں کچھ باتیں سکھلا رہا ہوں (مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق یہ بھی فرمایا "ینفعک اللہ بھن "یعنی ان باتوں سے اللہ تجھے نفع دے گا) وہ باتیں یہ تھیں" کہ تم اللہ کی حفاظت کرو تو اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ کی حفاظت کرو تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب تم مانگو تو اللہ سے سوال کرو۔ اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرنا۔ اور سنو! اگر پوری امت تمہیں کسی طرح کا فائدہ پہنچانے پر متحد ہو جائے، تو وہ اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر وہ تمہیں کچھ بھی نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے، تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے۔ اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

آیئے ہم تھوڑی دیر کے لیے اپنے سامنے اس گراں قدر نصیحت کو رکھیں، جو معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اور ان کے توسط سے اس امت کو کی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایسی وصیت ہے جس پر عمل کرنے سے ہماری زندگی سنور سکتی ہے، اور آخرت بھی کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ ایک محمدی دستاویز ہے۔ ایک نورانی پیغام ہے۔ ایک نسخہ کیمیا ہے۔ اسی سے افراد امت کی سعادت وابستہ ہے۔ اور اسی پر معاشرہ کی ترقی کا دارومدار ہے۔ بالخصوص ایسے زمانے میں جب امت مسلمہ انتشار کی شکار، ذلت وخواری میں مبتلا ہے۔ اسے مختلف چیلنجوں کا سامنا ہے۔ اور وہ گوناگوں مسائل ومشاکل سے دوچار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں، اس لیے کی تمام خرابیوں، بیماریوں اور پریشانیوں کا مناسب حل کتاب وسنت کی تعلیمات میں مضمر ہے۔

اس حدیث سے متعلق امام ابن رجب الحنبلی فرماتے ہیں ھذا الحدیث یتضمن وصایا عظیمة و قواعد کلیة من أھم امور الدین واجلھا یعنی اس حدیث میں دین کے گراں قدر نصائح اور دین کے اہم احکام کے قواعد وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ اور شیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں: ینبغی للانسان ان یکون علی ذکر لہ دائما وأن یعتمد علی ھذہ الوصایا التی اوصی بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما (شرح ریاض الصالحین: 56) یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھے، اور ان نصیحتوں پر عمل کرے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو کی ہیں۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، پیارے صحابی، حبر الامة (علامہ)، ترجمان القرآن ہیں۔ ہاشمی خاندان کے چشم وچراغ، بڑے خوبصورت، لمبا قد، بھاری جسم والے، جن کی تربیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ ان کی ماں لبابہ بنت حارث ام الفضل خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی، اور والد محترم عباس رضی اللہ عنہ بڑے قابل قدر بزرگ ہیں، جن سے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بارش کے لیے دعا کراتے تھے۔ ان کی خالہ ام میمونہ زوجہ رسول تھیں، جہاں یہ کبھی کبھی رات گزارتے تھے۔ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے بیدار ہوئے تو انہوں نے وضو کا پانی پیش کیا۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اللھم اعط الحکمة" (المعجم الکبیر، ج10: 237) یعنی اے اللہ ان کو علم وحکمت دے دے۔ اور انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا "اللھم علمہ التاویل و فقھہ فی الدین" (احمد، ج1: 266) یعنی اے اللہ ان کو تفسیر قرآن کا علم عطا فرما اور دین کی فقہ وبصیرت عنایت کر۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلی نصیحت یہ فرمائی "احفظ اللہ یحفظک" یعنی اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

بندے کی اللہ کی حفاظت کے معانی بڑے وسیع ہیں یعنی اس سے مراد اللہ کے

حدود، حقوق، فرائض واجبات کی حفاظت ہے۔اس کے اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب ہے۔حدود کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کے محرمات (حرام کردہ چیزوں) سے اجتناب کرے اور حلال کو اختیار کرے۔ساتھ ہی مشتبہات سے بھی اپنا دامن بچالے۔قرآن کریم میں کامیاب وفلاح یاب انسانوں کی ایک صفت یہ بھی بتائی گئی ہے وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ (توبہ:112)یعنی "یہ لوگ اللہ کے حدود کا خیال رکھتے ہیں"۔

اور اللہ کے حقوق کی حفاظت کے تعلق سے واضح رہے کہ اس کا سب سے بڑا حق توحید ہے، اسلئے بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی توحید کی حفاظت کرے۔ الوہیت، ربوبیت، اسماء وصفات میں اسے اکیلا ومنفرد سمجھے۔اسی عقیدہ پر وہ عمل کرے۔اسی عقیدے کی وہ دعوت دے۔اور اسی عقیدے کی طرف سے وہ دفاع کرے۔اگر کوئی شخص توحید کے آبگینہ کو چور چور کرنا چاہتا ہے، اور اسلام میں چور دروازے سے شرک کو داخل کرنا چاہتا ہے، تو وہ پوری قوت ایمانی سے قلعہ توحید کی پاسبانی کرے۔

اللہ کی حفاظت کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ نے ہمیں جن اعمال کی حفاظت کا حکم دیا ہے، ہم ان اعمال وافعال کی حفاظت کریں۔

ان میں سرفہرست نماز ہے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (بقرۃ:238)یعنی "نمازوں کی حفاظت کرو"۔نگاہوں کی حفاظت ہے "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ "(نور:30)یعنی "اے نبی محترم!مسلمان مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔ قسموں کی حفاظت ہے وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ (مائدہ:89)یعنی "اپنی قسموں کا خیال رکھو"۔

اسی طرح ہمیں اپنے اعضاء وجوارح، کان، آنکھ، زبان، دل ودماغ، پیٹ اور شرمگاہ کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کا استعمال رب کی مرضی کے مطابق ہونی چاہیے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل :36) یعنی "کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے"۔ "من حفظ ما بين لحيه و رجليه دخل الجنة" (ترمذی)یعنی "جس شخص نے اپنی زبان وشرمگاہ کی حفاظت کرلی وہ جنتی ہے"۔

واضح رہے کہ اللہ کو اپنی حفاظت کے لیے کسی کی ضرورت نہیں۔وہ کسی کا محتاج نہیں۔بے نیاز ہے۔حافظ بھی ہے اور حفیظ بھی۔یہ دونوں اس کے اسماء حسنی میں سے ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے تمام اقوال وافعال کو جمع کرتا ہے۔اور اس کے عمل کے مطابق اسے بدلا بھی دیتا ہے۔اسی طرح وہ ذات حفیظ اپنے مومن بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔اسے ہر قسم کے شرور وفتن اور مصائب وحوادث سے محفوظ رکھتا ہے۔اور اس سے بڑا بہتر محافظ کون ہوسکتا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف:64)یعنی "اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے"۔اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ (ہود:57)یعنی "یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے"۔خلاصہ یہ کہ اللہ کی حفاظت سے مراد اس کے دین وشریعت کی حفاظت ہے۔جیسا کہ فرمایا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد:7)یعنی "اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"۔

اور بندہ مومن جب اس کے دین کا محافظ ہوگا، تو اللہ تعالی اپنے اس بندے کو اس کے حفاظتی عمل کا بدلہ جنس عمل سے دے گا۔جیسا کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "يحفظك "یعنی "اللہ تیری حفاظت کرے گا"۔

اللہ تعالی کی بندے کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ (1) ایسے لوگوں کو اللہ کی حفاظت، اس کی نگرانی، توجہ عنایت ونصرت حاصل ہوگی۔

(2) اللہ تعالی اس کے دین ودنیا کی حفاظت فرمائے گا۔ہر قسم کی بھلائی اسے حاصل ہوگی اور ہر قسم کے نقصانات سے وہ محفوظ رہے گا۔

(3) اللہ تعالی اس کے دین وایمان کی حفاظت ہر قسم کے شہوات اور گمراہ کن شبہات سے فرمائے گا۔جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف:24)یعنی "اسی طرح ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں گے۔بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے"۔

(4) اللہ تعالی اس کے کردار، عفت وعصمت کی حفاظت کرے گا۔جیسا کہ اماں عائشہؓ کے متعلق آسمان سے براءت کی آیتیں نازل فرما کر ان کی عفت و پاکدامنی کی حفاظت فرمائی، اور قیامت تک بدقماشوں کی زبانوں پر مہر لگادی۔

(5) اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی مصالح ومعاد کی حفاظت کرے گا۔یعنی اس کے جان کی، اولاد کی، مال ومنال کی، اور اہل وعیال کی حفاظت فرمائے گا۔اس کے متعلق سورہ کہف میں بیان کردہ دو یتیم بچے کا قصہ پڑھ لیں وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (کہف:82)یعنی "دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں، جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے۔ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں"۔

(6) ایسے بندے کی ایمان پر وفات ہوگی، نزع کے وقت اس کی زبان نہیں

لڑکھڑائے گی، کلمہ اخلاص جاری ہوگا اور وہ قبر میں ثابت قدم رہے گا۔ (اللھم اجعلنا منھم)۔

جس ایمان پر وفات کی دعا یوسف علیہ السلام نے کی اَنْتَ وَلِيّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:101) یعنی "تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے۔ تو مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور نیکوں میں ملا دے"۔ اور یہی ایک بندہ مومن کی آخری تمنا ہوتی ہے کہ وہ اللہ کا فرماں بردار بن کر جئے، اور مرے تو مسلمان بن کر مرے۔ اس کی نگاہ میں اللہ کا نافرمان بن جانا گناہ عظیم اور وبال عظیم ہے۔

(7) اللہ تعالی اسے دنیا وہ آخرت میں پاکیزہ زندگی عطا کرے گا جیسا کہ اس کا وعدہ ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (نحل:97) یعنی "جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے"۔

(8) اللہ تعالی اسے اپنی نعمتوں بھری جنت عطا کرے گا۔ قرآن ناطق ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ (ق:31-32) یعنی "جنت پرہیزگاروں کے بالکل قریب کردی جائے گی۔ (اور جب وہ جنت کو دیکھیں گے تو ان سے کہا جائے گا) یہی وہ جنت ہے، جس کا وعدہ ہر اواب وحفیظ سے کیا جاتا تھا"۔ "اواب" کا معنی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور جھک جانے والا، کثرت سے توبہ واستغفار اور تسبیح و ذکر الہی کرنے والا، خلوت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے گڑگڑانے والا۔ اور "حفیظ" کا مطلب ہے اللہ کے فرامین، حقوق، اوامر ونواہی کو یاد رکھنے والا اور اپنے عمل سے اس کی حفاظت کرنے والا۔

حفاظت الھی کا انداز:

اللہ تعالیٰ مختلف انداز سے اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ مثلاً:

فرشتوں کے ذریعے: جب مشرکوں نے نور الہی کو بجھانا چاہا، پیغام رسالت کو روکنے کی کوشش کی، اور بڑھتے ہوئے قافلہ اسلامی کو روکنا چاہا، تو اللہ تعالیٰ نے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں باز ساتھیوں کی حفاظت فرمائی۔ ان کی طرف سے دفاع کیا۔ دین کو غالب کیا۔ مسلمانوں کو عزت بخشی۔ اور ان کے بے قرار دلوں کو سکون واطمینان عطا کیا۔ اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد فرمائی، جن کو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حقیقت پر غزوہ بدر وحنین، احد وخندق کے واقعات شاہد عدل ہیں۔ سچ فرمایا رب العالمین نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (نحل:128) یعنی یقین مانو کہ اللہ تعالی پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

(ب) حفاظت کے لیے ایسے فرشتوں کو مامور کردیتا ہے، جو شب و روز اس بندے کی پہرہ داری کرتے ہیں۔ اور حوادثات وشرور سے بچاتے ہیں۔ ارشاد باری ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (رعد:11) یعنی "اس (اللہ) کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں"۔

(ج) وہ موذی جانوروں کے ذریعے بھی حفاظت کرتا ہے۔ جیسے کہ خادم رسول سفینہ جب ایک جزیرہ میں پھنس گئے، اسلامی قافلہ سے بھٹک گئے، تو ان کی نظر ایک شیر پر پڑی۔ انہوں نے اس سے کہا کہ میں رسول کا خادم ہوں۔ اور میرا یہ معاملہ ہے۔ پھر وہ شیر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ راستے کی رہنمائی کرتا رہا۔ اور جب وہ منزل مقصود پر پہنچ گئے، تو شیر وہاں سے لوٹ گیا۔ (طبرانی)

افسوس! آج مسلمانوں کی بڑی تعداد اللہ اور اس کے در کو چھوڑ کر دوسری چیزوں سے وابستہ ہوگئی۔ جن کے متعلق وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہماری مدد اور ہماری حفاظت کرے گا۔ وہ قبروں میں مدفون باباؤں کے مزاروں پر سجدے کر رہے ہیں۔ اپنی گردنوں میں کالے دھاگے اور ہاتھوں میں کڑے ڈالتے ہیں۔ گھروں، درختوں، گاڑیوں پر جوتے لگاتے ہیں۔ بچوں کی پیشانی پر کالا دھبہ لگاتے ہیں۔ اور گھروں میں دھونی دیتے ہیں، تاکہ وہ نظر بد سے، تکلیفوں سے، نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔ کاش وہ ایسا کرنے کے بجائے اللہ پر توکل رکھتے۔ اور کم از کم سوتے وقت قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت "آیۃ الکرسی" پڑھ لیتے جس کے بارے میں رسول گرامی فرما رہے ہیں "**من قرأها في ليلة لم يزل عليه من الله حافظ ولا يقربه شيطان حتى يصبح** (بخاری) یعنی "جس نے رات میں آیت الکرسی پڑھ لی، تو اسے اللہ کی طرف سے حفاظت کے لیے باڈی گارڈ مل جائے گا اور صبح تک شیطان اس کے قریب بھی نہ آسکے گا"۔

اور صبح وشام اس دعا کا ورد کرتے، جو رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا "**اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی و عن یمینی وعن شمالی ومن فوقی و اعوذ بعظمتک ان اغتال من تحتی** (ابوداؤد:5074)" اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے اور میری بائیں طرف سے، اور میرے اوپر سے، میں پناہ مانگتا ہوں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے کہ میں اپنے پاؤں کے نیچے دھنسا دیا جاؤں"۔ پھر تو ان کے حالات سنور جاتے، دلوں سے خوف وہراس نکل جاتا اور زندگی میں سکون واطمینان کی بہاریں چلنے لگتیں۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆

جریدہ ترجمان پندرہ روزہ

نعمتوں کی شکرگزاری اور نفس کا محاسبہ

مولانا عبدالمنان سلفی شکراوی

برادران اسلام! ہمیں اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا، روزی دی، زندگی بخشی، عافیت سے نوازا، اسی نے کھلایا، پلایا، کپڑے پہنائے، ٹھکانا دیا، مزید برآں سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھ، کھرے کھوٹے کی تمیز کے لیے عقل سے سرفراز فرمایا اور طاقت وقوت بخشی۔ آپ کے لیے آپ کے اہل وعیال کے لیے آپ کے مال ومتاع کے لیے امن وسکون اور اطمینان کا ماحول عطا کیا۔ آپ کو وہ علم عطا کیا جو آپ کے پاس نہیں تھا۔ اپنی بیشتر مخلوق پر فضیلت بخشی، زمین وآسمان کی ساری چیزوں کو آپ کے تابع فرمان کردیا اور ظاہری وباطنی تمام نعمتوں سے شادکام کیا۔

لہٰذا ہمیں اس کی حمدوثنا بیان کرنی چاہیے، اس کی نعمتوں پر شکرگزاری کرنی چاہیے اور اس کی اطاعت وفرماں برداری پر ثابت قدمی کے لیے اسی سے دعا ومدد طلب کرنی چاہیے۔ شکرگزاری ہوگی تو مزید نعمتوں سے نوازا جائے گا نہیں تو ناشکری پر وہ سزا بھی سخت دیتا ہے۔ نوجوان بھائیو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو کیونکہ زندگی محدود اور زندگی کی سانسیں گنی چنی ہیں۔ اعمال واقوال کو گن کر لکھا اور ریکارڈ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں باز پرس ہوگی اور ثواب وعذاب دیا جائے گا۔ ذرہ برابر بھلائی کی ہوگی تو وہ بھی یقیناً سامنے آجائے گی اور ذرہ برابر برائی کی ہوگی تو اس کا بھی لامحالہ سامنا کرنا ہوگا۔ جزاوسزا کے دن کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں سوال ہوگا۔ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا (بنی اسرائیل:۳۶) اسی طرح عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں لگایا؟ جوانی کے بارے میں باز پرس ہوگی کہ کہاں ختم کی؟، مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ علم کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کے مطابق عمل کیا بھی کہ نہیں؟ ان سارے سوالوں کے صحیح صحیح جواب وقت وموقع رہتے، تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

بھائیو! اپنی نیتوں میں خلوص اور اقوال وافعال میں للّٰہیت پیدا کریں۔ وقت پر نمازوں کی پابندی کریں۔ اس سے پہلے کہ مال، زکوۃ کی عدم ادائیگی کی صورت میں، قبر وحشر کے اندر اژدہے کی شکل اختیار کرکے آپ کے گلے کا طوق بن جائے، اسے مستحقین تک پہنچانے کی جانب توجہ دیں۔ قبل اس کے کہ جہنم میں مال کو گرم کرکے آپ کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغ لگائے جانے کے مستحق ہوجائیں اپنے مال کی زکوۃ نکالیے۔ اسی طرح روزہ کو توڑدینے والی چیزوں سے باز رہ کر اور ناجائز بات چیت، حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے، غلط باتوں کے سننے اور ناجائز چیزوں کے کھانے پینے وغیرہ سب سے احتراز کرکے ماہ رمضان کے روزوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ان اعمال کے ارتکاب سے انسان اجروثواب کا مستحق نہیں رہ پاتا۔ نیکیاں رائیگاں وبرباد ہوجاتی ہیں اور اگر اسے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو پائے تو وہ دردناک عذاب وسزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ ہاں اگر اللہ کی رحمت کی بدولت بروقت توبہ کرلی گئی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

بیت اللہ کا حج اس طرح کریں کہ آپ کا حج، حج مقبول بن جائے تبھی اس کا بدلہ جنت ہوگا۔ اسے اسی طرح ادا کرنے کی ضرورت ہے جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا۔ جو حج کے ضروری اعمال ہیں یا شرعاً پسندیدہ اعمال قرار پائے ہیں ان کا شریعت کے مطابق ہی اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ جو حرام یا ناپسندیدہ ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ آپ کے لیے والدین کی اطاعت گزاری ضروری ہے، صلہ رحمی بھی لازمی ہے، پڑوسیوں، ضرورت مندوں، یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری بھی ضروری ہے۔ دل سے، زبان سے، کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے، لیٹ کر ہمہ وقت اللہ کی یاد کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بھی آپ کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ رکھے گا اور آپ کی تعریف اپنے فرشتوں کے درمیان کرے گا۔ اس سے بخشش ومغفرت طلب کریں گے تو معاف بھی کردے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:۱۱۰) ترجمہ: ’’جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی کا طلبگار ہو تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔‘‘

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے معاف کردوں گا۔‘‘ اللہ تعالیٰ سب ہی توبہ واستغفار کرنے والوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ وَاَنِیۡبُوۡٓا اِلٰی رَبِّکُمۡ وَاَسۡلِمُوۡا لَهٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ وَاتَّبِعُوۡٓا اَحۡسَنَ مَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (الزمر:۵۳-۵۵) ترجمہ: ’’کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔ تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔ اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔‘‘ دوسری

جگہ ارشاد فرمایا:وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (الشوریٰ:۲۵) ترجمہ:''وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو(سب) جانتا ہے۔''

اللہ سے توبہ کرو وہ توبہ قبول فرمائے گا، اللہ کے احکام کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ سے دعا کرو، وہ دعائیں قبول کرے گا، اسی سے مانگو وہ دے گا، اللہ کی معیت میں رہو، وہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ اللہ کی عبادت و پرستش ایسے انداز میں کرو گویا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر تم اسے نہیں بھی دیکھ رہے ہو، وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ وہ تمہاری باتیں سن رہا ہے تمہاری ظاہری و باطنی حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے۔ جتنی زیادہ سے زیادہ اچھے انداز میں اس کی عبادت کر سکتے ہیں کرو، وہ تمہارے ساتھ اچھائی کا معاملہ فرمائے گا اور تم پر اپنا رحم و کرم فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف:۵۶) ترجمہ:''بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔''

برادران اسلام! اپنے آپ کو چوکنا و چاق و چوبند رکھیں اور آخرت میں حساب و کتاب کا وقت آنے، موت کے حملہ آور ہونے، لذتوں کے ختم ہو جانے اور دائمی حسرت و یاس کا سامان فراہم ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کرلیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:۳۱) ترجمہ:''اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔'' دوسری جگہ ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (الحشر:۱۸-۱۹) ترجمہ:''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا۔'' ایک اور جگہ فرمایا: وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (الزمر:۵۴) ترجمہ:''تم اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔''

حضرت عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے: حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا ، وزنوها قبل ان توزنوا فان اهون علیکم فی الحساب غدا ان تحاسبوا انفسکم الیوم وتزینوا للعرض الاکبر یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خافیة() اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے تم خود ہی اپنے نفسوں کا محاسبہ کرلو اور اپنے اعمال کا وزن کیے جانے سے پہلے ہی تم خود انہیں تول لو۔ آج اگر اپنے نفسوں کا محاسبہ کرلو گے تو کل حساب و کتاب کے دن تمہیں بڑی آسانی ہو جائے گی۔ سب سے بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو اچھا بنا لو، اس دن جب تم پیش کیے جاؤ گے تو کوئی چیز تم سے پوشیدہ یا ڈھکی چھپی نہ رہے گی۔

سیرت کی کتابوں میں تقویٰ و محاسبہ نفس سے متعلق اسلاف کے بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں ہمارے لیے درس عبرت و نصیحت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت رویا کرتے تھے اور فرماتے تھے:''روؤ اگر رونا نہیں آرہا ہے تو رونے جیسی شکل بنالو۔'' نیز فرماتے:''اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا جسے کھا لیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔'' پھر حساب و کتاب کا جھمیلا ہی نہ رہتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے سورہ طور کی تلاوت کی اور جب آیت کریمہ:ان عذاب ربک لواقع۔(یقیناً تیرے رب کا عذاب یقینی طور پر واقع ہونے والا ہے۔) پر پہنچے تو رونے لگے اور بہت روئے یہاں تک کہ بیمار پڑ گئے اور لوگ ان کی عیادت کو آنے لگے۔ وہ جب بھی رات میں عبادت کرتے وقت اس آیت پر پہنچتے تو خوف میں مبتلا ہو جاتے اور کئی دن گھر میں رہ جاتے کہ لوگ بیمار سمجھ کر مزاج پرسی کے لیے آنے لگتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رونے کی وجہ سے آنسوؤں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گالوں پر دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک بار کہا:''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ شہر آباد کرائے اور دنیا کے ایک بڑے خطے کو فتح کرایا۔'' آپ پھر بھی اتنا ڈرتے ہیں۔ تو فرماتے:''میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ نجات ہو جائے، نہ ثواب ملے اور نہ ہی سزا کا حقدار بنوں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو رونے لگ جاتے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ اور فرماتے کہ اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا تو پتہ نہیں کس میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ مجھے تو پسند ہے کہ انجام تک پہنچنے سے پہلے ہی مجھے راکھ بنا دیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بہت روتے تھے اور اپنے نفس کے محاسبے سے بہت خوف کھاتے تھے۔ اور دو چیزوں سے وہ خاص طور پر ڈرتے تھے: ایک لمبی لمبی آرزوؤں سے، دوسرے خواہشات نفس کی پیروی سے۔ فرماتے تھے کہ لمبی آرزو سے اس لیے کہ وہ آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہشات نفس سے اس لیے کہ وہ حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔''

یہاں اسلاف میں صرف خلفاء راشدین کی مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے جو کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین ساتھی تھے اور جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنادی گئی تھی۔ انہیں آخرت کی فکر کس قدر دامن گیر تھی اور زندگی کے ہر ہر مرحلے پر وہ اپنے نفس کا کس طرح محاسبہ کرتے تھے، غور و فکر کا مقام ہے۔

اے اللہ! ہمیں تو دنیا و آخرت دونوں میں نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پالنہار! تو ہمارے نیک اعمال کو شرف قبولیت بخش دے۔ آمین

☆☆☆

مولانا عبدالولی عبدالقوی، سعودی عرب

موزوں پر مسح کے احکام ومسائل
کتاب وسنت کی روشنی میں

الحمد لله الذى خلق العباد لعبادته و أمرهم بتوحيده و طاعته و أشهد أن لا الـه الا الله وحده لا شريک له فى ربوبيته و الهيته و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و على آله و أصحابه و من اتبع سبيله ودعا بدعوته و سلم تسليما كثيرا و بعد:

❁ مسح کے معنی:

مسح والی جگہ پر ہاتھ پھیرنے کو اصطلاح شرع میں مسح کہا جاتا ہے۔

دیکھئے: الجامع لأحکام القرآن ج ٣/ ١٦٨

❁ موزوں پر مسح:

عروہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے چلے گئے، (واپس آئے) تو مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ پر پانی ڈالنے لگے اور آپ ﷺ وضو کرتے رہے، آپ ﷺ نے اپنے منہ اور ہاتھ دھوئے، سر اور موزوں پر مسح کیا۔ (بخاری، الوضوء ١٨١، ٢٠٣)

ہمام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، لوگوں نے کہا: آپ ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ''ہاں''

''رأيت رسول الله ﷺ بال ثم توضأ و مسح على خفيه''

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

اعمش کہتے ہیں کہ ابراہیم النخعی نے کہا: کہ یہ حدیث ان لوگوں کو پسند آتی تھی کیوں کہ جریر رضی اللہ عنہ نے مائدۃ (آیت وضو) کے نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ (مسلم/ الطہارۃ ٢٧٢) جس سے واضح ہے کہ موزوں پر مسح کے منسوخ ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے، کیوں کہ جریر رضی اللہ عنہ نے آیت وضو کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت جرابوں (اونی موزے) اور جوتوں پر مسح کیا۔ ابوداؤد/ الطہارۃ ١٥٩، ترمذی ٩٩ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ١٤٣، ارواء الغلیل ج ١/ ٣٧

اس باب میں مذکورہ احادیث کے علاوہ بہت ساری احادیث ہیں جن سے موزوں پر مسح کا ثبوت ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں موزوں پر مسح سے متعلق کوئی شبہ نہیں ہے، کیوں کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے چالیس احادیث وارد ہیں۔'' (شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ج ١/ ٣٧٨)

امام حسن رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''مجھ سے ستر سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے موزوں پر مسح کیا۔'' (تفسیر القرطبی ٦/ ٩٣، الأوسط لابن المنذر ١/ ٤٣٠، نصب الرایۃ ١/ ١٦٢)

امام نووی رحمہ اللہ قمطراز ہیں: ''شمار وقطار سے باہر صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت نے موزوں پر مسح کی بابت روایت کی ہے۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ج ٢/ ١٧٠)

❁ لغت عرب میں ''خُف'' کا معنی:

باریک چمڑے کا بنا ہوا جو پاؤں میں پہنا جائے۔

دیکھئے: القاموس الفقہی ص ١١٨، المعجم الوسیط ج ١/ ٢٤٦

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خف چمڑے کے جوتے کو کہتے ہیں جو ٹخنوں کو چھپائے ہوتے ہیں۔'' (نیل الاوطار ج ١/ ٢٦٨)

❁ اون اور نائیلون کے موزوں پر بھی مسح جائز ہے: ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ ابن ماجہ/ الطہارۃ ٥٦٠ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ١/ ٩١ ح ٤٥٤

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

ترمذی، الطہارۃ ٩٩، ابوداؤد ١٥٩ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ١/ ص ١٣٧ ح ١٠١، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی فوجی جماعت باہر بھیجی، انھیں سفر میں ٹھنڈک لگی، واپس آنے پر انھوں نے آپ کی خدمت میں سردی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے انھیں عماموں اور تساخین پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ١٤٦، مستدرک حاکم ١/ ٢٧٥، بیہقی ١/ ٦٢، مسند احمد ٥/ ٢٧٧ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداود ج ١/ ٣٠ ح ١٣٣، شعیب الأرناؤط نے کہا: ''اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں''

یحی البکاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ جرابوں پر مسح چمڑے کے موزوں پر مسح کی طرح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ۱/۲۰۱ ح ۷۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱/۱۷۳)

❁ لغت عرب میں ''جَوْرَب'' کا معنی:

عربی زبان کی معروف لغت لسان العرب میں ہے:

''جورب پاؤں کے لفافہ کو کہتے ہیں۔'' (لسان العرب ۱/۲۵۹) نیز ''کتاب العین'' میں ہے: کہ جورب پاؤں کے لفافہ کو کہتے ہیں۔ (کتاب العین ۶/۱۱۳)

علامہ ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''گرمی حاصل کرنے کے لئے اون کے بنائے گئے پاؤں کے دو غلافوں کو جورب کہا جاتا ہے۔'' (دیکھئے: تاج العروس ج ۱/۳۵۲)

مسلک حنفی کے مشہور عالم علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جورب اس کو کہتے ہیں جسے سخت سرد علاقے (شام) کے لوگ پہنتے ہیں وہ بٹی ہوئی اون سے بنائی جاتی ہیں اور پاؤں میں ٹخنوں سے اوپر تک پہنی جاتی ہیں۔'' (عون المعبود ج ۱/۲۱۱)

حطاب المالکی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''جورب اس کو کہتے ہیں جو چمڑے کے موزے کی شکل کا ہو اور سوتی یا اونی کپڑے وغیرہ سے بنایا گیا ہو۔'' (مواہب الجلیل ج ۱/۳۱۸)

معلوم ہوا کہ جورب پاؤں میں پہنے جانے والے لباس کو کہتے ہیں خواہ وہ چمڑے کا ہو یا اون کا یا سوتی وغیرہ۔

❁ تساخین کی تشریح:

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''تساخین ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے پاؤں کو گرمی پہنچانے کے لئے پہنا جائے، خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا اون وغیرہ کے موزے ہوں۔'' (تحفۃ الاحوذی ۱/۳۵۵)

امام ابن رسلان رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''تساخین ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے پاؤں کو گرمی پہنچانے کے لئے پہنا جائے، خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا اون وغیرہ کے موزے ہوں۔'' (عون المعبود ج ۱/۱۶۹) لسان العرب میں ہے کہ تساخین چمڑے کے موزوں کو کہتے ہیں۔ (لسان العرب ج ۱۳/۲۰۴)

معلوم ہوا کہ پاؤں جس چیز سے ملفوف ہوں، اسے تساخین کہا جاتا ہے خواہ وہ چمڑے کا ہو یا غیر چمڑے کا، چنانچہ اگر ان میں مسح کی شرائط پائی جائیں، تو ان پر مسح جائز ہے۔

❁ جوتیوں پر مسح کی توضیح:

جوتیوں پر مسح کا جو ذکر ان احادیث میں وارد ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ صحابہ کرام ﷡ کی جوتیوں میں صرف تسمہ ہی لگا ہوتا تھا اور پاؤں اوپر سے پورے طور پر کھلا ہوتا تھا جو موزوں پر مسح میں رکاوٹ نہ تھا' اسی لئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بسا اوقات جوتیاں اتارے بغیر ہی موزوں پر مسح کر لیتے تھے' لیکن اس وقت کی جوتیوں پر مسح درست نہیں ہے، کیوں کہ ان سے پاؤں کے اوپری حصہ بھی چھپے ہوتے ہیں جو موزوں پر مسح میں رکاوٹ ہیں، لیکن اگر فل ہوائی چپلیں ہوں جن میں اوپر سے صرف تسمہ ہی لگا ہوتا ہے اس طرح پاؤں اوپر سے کھلا ہی ہوتا ہے، تو ان پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جوتے کے تسموں پر مسح کیا جو قدم کے ظاہری حصہ پر تھے، رہا پاؤں کے نچلے حصہ اور ایڑیوں کے مسح کا، تو ان کا مسح موزوں کی حالت میں بھی مسنون نہیں ہے، تو پھر جوتوں کی حالت میں بھی یہی حال ہوگا۔ (یعنی پاؤں کے نچلے حصہ اور ایڑیوں کا مسح مسنون نہیں ہوگا) (المغنی ۱/۳۷۵)

نیز اس معنی کی تائید اہل لغت کی اس تشریح سے بھی ہوتی ہے جسے انھوں نے ''نعل'' کی تعریف میں ذکر کیا ہے۔

نعل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے۔

لسان العرب ۱۱/۶۶۷، القاموس المحیط ۱/۱۳۷۴، تاج العروس ۱/۷۵۵۹

❁ موزوں پر مسح کا حکم:

اللہ سبحانہ وتعالی نے موزوں پر مسح کی رخصت دی ہے، تاکہ بندہ مسلم موزوں کو ہر وضو کے وقت نکالنے کی مشقت سے بچ سکے، یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے بندوں پر آسانی ہے، چنانچہ موزوں پر مسح کرنا پیروں کو دھونے کے مقابل افضل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پیروں کو دھونے کے مقابل موزوں پر مسح کرنا افضل ہے۔'' (المغنی ج ۱/۳۶۰)

امام منصور البہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''موزوں پر مسح اللہ کی جانب سے رخصت ہے اور ان پر مسح کرنا دھونے سے افضل ہے'' (الروض المربع ج ۱/ص ۳۲)

کیوں کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالی کی عطا کردہ رخصت پر عمل کرنا ہے اور اللہ کی عطا کی ہوئی رخصتوں کو اپنانا چھوڑنے کے مقابل افضل ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان اللہ یحب أن تؤتی رخصه کما یکرہ أن تؤتی معصیته''

اللہ تبارک وتعالی جس طرح ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی نافرمانی کے کاموں کو کیا جائے اسی طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو اپنایا جائے۔

مسند احمد ۲/۱۵۸، صحیح ابن حبان ۶/۴۵۱، سنن بیہقی ۳/۱۴۰ (صحیح) دیکھئے ارواء الغلیل ج ۳/۹ ح ۵۶۴

نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان اللہ یحب أن تقبل رخصه کما یحب أن تؤتی عزائمه''

اللہ تبارک وتعالی جس طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کے فرائض کو بجا لایا جائے، اسی طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۰/۸۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵/۳۱۸ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ۳/۱۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا گیا، تو آپ نے ان میں سے آسان ترین کو اختیار

فرمایا، جبکہ اس میں گناہ نہ ہو، اگر گناہ ہوتا تو آپ ایسے کام سے بہت ہی دور رہتے۔

(بخاری/ الحدود ۶۷۸۶، مسلم/ الفضائل ۲۳۲۷)

ثانیا: موزوں پر مسح کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پیروی ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ اگر آپ پیروں میں موزے پہنے ہوتے، تو ان کو نہ اتارتے، بلکہ ان پر مسح کرتے اور اگر نہ پہنے ہوتے، تو پیروں کو دھوتے۔

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ اس مسئلہ لکھتے ہیں:

''اگر پاؤں ننگے ہوں، تو ان کا دھونا افضل ہے اور اگر پیروں میں موزے ہوں، تو ان پر مسح کرنا افضل ہے۔'' (الطہارۃ، للشیخ محمد بن عبدالوہاب ص۲۲)

ثالثا: اس میں اہل بدعت روافض کی مخالفت ہے جو موزوں پر مسح کے منکر ہیں اور موزوں پر مسح کے بجائے پیروں پر مسح کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میری پسند یہ ہے (پیروں کو دھونے کے مقابل) موزوں پر مسح کرنا افضل ہے، کیوں کہ اہل بدعت خوارج اور روافض نے اس سنت پر تنقید کی ہے، اور جن سنتوں پر مخالفین نے تنقید کی ہو ان کا زندہ کرنا چھوڑنے سے افضل ہے۔

فتح الباری ج۱/ ۳۶۶ طبعہ دار الریان للتراث قاہرہ، تحفۃ الاحوذی ج۱/ ۲۶۴

❁ موزوں پر مسح کی شرائط:

چمڑے کے موزوں اور ان کے قائم مقام اون وغیرہ کے موزوں پر مسح کے جائز ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، ان شرطوں کے پائے جانے ہی پر مسح کے جائز ہونے کا دارومدار ہے، چنانچہ اگر موزے میں یہ شرطیں نہ پائی جائیں، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، ذیل میں ہم ان شرطوں کا ذکر کرتے ہیں:

پہلی شرط: موزوں کو وضو کر کے پہنا گیا ہو: مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا، میں نے وضو کے وقت چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اتار دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، میں نے انہیں با وضو ہو کر پہنا تھا، پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔ (بخاری/ الوضوء ۲۰۶)

دوسری شرط: موزہ حلال کا ہو: چرائے ہوئے یا غصب کئے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کا پہننا حرام ہے اور حرام چیز کے ذریعہ اللہ کی رخصتوں کو حلال کرنا درست نہیں ہے۔ (الملخص الفقہی للفوزان ص ۵۶)

اسی طرح اگر موزہ ریشم کا ہو، تو اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اللہ نے اس امت کے مردوں پر ریشم حرام قرار دیا ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا اپنے بائیں ہاتھ میں لیا، پھر فرمایا:

''ان هذين حرام على ذكور امتى'' یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ ابوداود/ اللباس ۴۰۵۷، ابن ماجہ ۳۵۹۵ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۸۲ ح ۲۸۹۶، غایۃ المرام ص ۶۴

تیسری شرط: موزہ پاک ہو: وہ موزہ جو کسی نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہو گیا ہو، اس پر مسح جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اسی اثنا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے اپنے جوتوں کو نکال کر بائیں جانب رکھ دیا، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو اپنے جوتے نکالتے ہوئے دیکھا، تو انھوں نے بھی اپنے جوتے نکال دئے، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو صحابہ سے پوچھا تم نے اپنے جوتے کیوں نکال دئے، صحابہ کرام نے کہا: ہم نے آپ کو جوتے نکالتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے نکال دئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے بتلایا کہ آپ کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے''۔ (اس لئے میں نے جوتے نکال دئے)

پھر فرمایا: ''**اذا جاء أحدكم الى المسجد فينظر فان رأى رأى في نعليه قذرا أو أذى فليمسحه و ليصل فيهما**''

جب کوئی شخص (نماز کے لئے) مسجد آئے تو اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی لگی ہوئی ہو تو انھیں (زمین پر رگڑ کر) صاف کر لے اور پھر ان میں نماز پڑھے۔ (مسند احمد ج۳/ ۹۲، ابوداود/ الصلاۃ ۶۵۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/ ۳۱۴ ح ۲۸۴)

چنانچہ جب گندگی آلود جوتوں میں نماز درست نہیں ہے، تو پھر گندگی لگے ہوئے موزے پر مسح اور پھر اسمیں نماز کیسے درست ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اگر موزہ نجس مادہ سے بنا ہوا ہو، مثلا مردار یا کتے یا گدھے یا سانپ وغیرہ کے چمڑوں سے، تو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۷)

چوتھی شرط: موزے ٹخنوں سے نیچے نہ ہوں:

موزوں پر مسح کے لئے شرط ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کا واجبی حصہ چھپا ہوا ہو، یعنی موزے ٹخنے سے نیچے نہ ہوں کہ دھلا جانے والا حصہ کھلا ہوا ہو، چنانچہ اگر ٹخنے اور پاؤں کھلے ہوئے ہوں، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ کھلے ہوئے حصہ کا دھونا اور چھپے ہوئے حصہ پر مسح کرنا واجب ہے، اور دھونا اور مسح کرنا دونوں ایک ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتے، لہذا اس طرح کے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ (الکافی ج۱/ ص۷۶)

اسی طرح پھٹا ہوا موزہ جس سے پاؤں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا ہو، اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۷) لیکن اگر تھوڑی مقدار میں پھٹا

ہوا ہو، تو اس پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ح/ ۵ ص ۲۴۶)

اسی طرح اگر موزے بہت باریک ہوں جس سے پاؤں کا رنگ ظاہر ہو رہا ہو، تو اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں پاؤں گویا کہ ننگے ہی ہیں۔ (منار السبیل ج۱/ ۴۴) کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس موزے پر مسح کیا اور امت کو اس کا حکم دیا وہ قدم کو چھپائے ہوئے، کامل غیر پھٹے ہوئے موزے تھے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۸)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جراب پر مسح کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ موٹا ہو اور پاؤں کو چھپائے ہوئے ہو، اگر جراب باریک ہو، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں تو پاؤں گویا ننگے ہی ہیں۔'' (الفتاوی الاسلامیۃ ج۱/ ۲۳۴)

پانچویں شرط: مسح طہارت صغری کی صورت میں ہو:

موزوں پر مسح صرف طہارت صغری (چھوٹی پاکی) کی صورت میں جائز ہے ،طہارت کبری (بڑی پاکی) مثلاً غسل جنابت، غسل حیض ونفاس وغیرہ درپیش ہو، تو پھر مسح کی اجازت نہیں، بلکہ ان حالات میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا واجب ہے۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جب مسافر ہوں تو تین دن اور تین رات موزے نہ اتاریں، ہاں البتہ حالت جنابت میں انھیں اتارنا ہوگا، پیشاب و پاخانہ اور نیند کی وجہ سے انھیں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ترمذی/ الطہارۃ ۹۶، النسائی ۱۲۷، مسند احمد ۴/ ۴۰، صحیح ابن خزیمۃ ۱/ ۱۹۳ (حسن) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۲۷، صحیح النسائی ۱/ ۵۰، ارواء الغلیل ج۱/ ۱۴۰

❁ ''طہارت کبری وصغری'' سے مراد:

طہارت کبری سے مراد وہ طہارت ہے جو جنابت ،حیض اور نفاس کے بعد حاصل کی جاتی ہے، اور طہارت صغری سے مراد وہ طہارت ہے جو حدث اصغر یعنی پیشاب و پاخانہ اور ہوا کے خروج جیسے نواقض وضو کی صورت میں حاصل کی جاتی ہے۔

❁ مسح کی مدت: مدت مسح مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے۔

شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کی بابت پوچھنے کے لئے آیا، تو انھوں نے کہا: علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، شریح کہتے ہیں کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انھوں نے کہا: ''جعل رسول الله ﷺ ثلاثة أيام و لياليهن للمسافر و يوما ليلة للمقيم'' رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے (مسح کی مدت) تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرمائی ہے۔ (مسلم، الطہارۃ ۲۷۶)

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد ۶/ ۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۶۱، بیہقی ج۱/ ۲۷۵ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/ ۱۳۸ ح ۱۰۲)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''موزوں پر مسح سے متعلق یہ سب سے اچھی حدیث ہے، کیوں کہ یہ آخری غزوہ، غزوہ تبوک کی ہے اور آپ ﷺ کا آخری فعل یہی ہے (یعنی موزوں پر مسح کرنا، چنانچہ مسح کے منسوخ ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے)۔'' (العدۃ فی شرح العمدۃ ج۱/ ۴۱)

❁ موزوں پر مسح کی کیفیت: دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پانی سے تر کرکے کشادہ حالت میں پاؤں کی انگلیوں پر رکھیں اور پنڈلی کی جانب کھینچیں، اس کیفیت سے دونوں پیروں کے اوپری حصہ کا دائیں پاؤں کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے ایک بار مسح کریں۔ (حاشیۃ المنتہی للنجدی ج۱/ ۶۴، الملخص الفقہی ۵۸، فتاوی المسح علی الخفین للعثیمین ص ۸۲)

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر دین عقل پر ہوتا، تو موزے کے نچلے حصہ پر مسح کرنا اس کے اوپری حصہ پر مسح کرنے سے بہتر ہوتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرتے تھے۔

ابوداؤد، الطہارۃ ۱۶۲، دارقطنی ۷۶۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/ ۱۴۰

❁ کیا موسم گرما میں بھی بغیر کسی عذر کے موزوں پر مسح کرنا درست ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موزوں پر مسح صرف موسم سرما میں سخت ٹھنڈک کے ساتھ خاص ہے اور موسم گرما میں موزوں پر مسح درست نہیں ہے، جبکہ درست بات یہ ہے کہ موزوں پر مسح ہر موسم میں جائز ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب موزوں پر مسح کا ذکر کیا تو اسے کسی موسم کے ساتھ خاص نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ نے اسے عام رکھا۔ جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ مقیم موزوں پر ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتے ہیں۔ (مسلم، الطہارۃ ۲۷۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موزوں پر مسح سفر، حضر، ضرورت، بلاضرورت بہرصورت جائز ہے، یہاں تک کہ اس عورت کے لئے بھی جائز ہے جو اپنے گھر سے چمٹی ہوئی ہو۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ج۲/ ۱۷۰)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''احادیث صحیحہ کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ موزوں اور جرابوں پر مسح موسم گرما و سرما ہر ایک میں جائز ہے، مجھے کسی ایسی شرعی دلیل کا علم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ مسح صرف موسم سرما میں جائز ہے ......اور علماء کے صحیح قول کے مطابق بے وضو ہونے کے بعد پہلے مسح سے مدت کا آغاز ہوگا۔'' (فتاوی اسلامیہ ج۱/ ۲۳۵)

☆☆☆

افادات: شیخ صالح الفوزان
تلخیص وپیشکش: مولانا اسعد اعظمی، بنارس

تیمّم کے احکام

ایک نظر میں

اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی کے لیے نجاستوں سے ''پاک پانی سے طہارت'' حاصل کرنے کا حکم دیا ہے جو حتی الامکان واجب ہے۔ لیکن کبھی ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ پانی حقیقتاً میسر نہیں ہوتا یا پانی موجود تو ہوتا ہے لیکن شرعی عذر کی وجہ سے اس کے استعمال کی طاقت نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے تیمّم کو وضو کا قائم مقام قرار دیا ہے تا کہ مخلوق پر آسانی رہے اور مشقت سے بچ جائے۔ حصول پاکیزگی کا یہ ذریعہ کسی اور امت کے حصے میں نہیں آیا۔

تیمّم کا لغوی معنی ''قصد وارادہ'' ہے۔ اصطلاح میں چہرے اور ہاتھوں پر پاک مٹی سے مخصوص طریقے کے ساتھ مسح کرنے کو تیمّم کہتے ہیں۔ یہ قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور امت محمدیہ کے لیے خصوصی عطیہ الٰہی ہے۔

شرعی عذر کے وقت تیمّم وضو کا بدل ہے، لہٰذا تیمّم کے ساتھ ہر وہ کام کیا جا سکتا ہے جو وضو کرنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً: نماز، طواف اور تلاوت وغیرہ۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے وضو کی طرح تیمّم کو بھی طہارت کا ذریعہ اور سبب قرار دیا ہے۔

درج ذیل صورتوں میں تیمم کرنا مشروع ہے:

۱- پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں، واضح رہے کہ پانی کا سفر یا اقامت میں نہ ہونا یا تلاش کے باوجود پانی میسر نہ آنا، دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے کہ تیمّم کرلیا جائے۔

۲- پانی موجود ہو لیکن صرف پینے اور پکانے کے لیے ہو۔ اگر اسے طہارت میں استعمال کیا جاتا ہے تو اپنی یا ساتھی یا اپنے جانور کی جان لیوا پیاس کا خطرہ ہے۔ اس صورت میں تیمّم مشروع ہے۔

۳- جب کسی کو پانی کے استعمال سے بیمار ہوجانے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔

۴- جب کوئی شخص بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال میں اس قدر بے بس اور عاجز ہو کہ حرکت بھی نہ کرسکتا ہو اور اسے وضو کرانے والا بھی کوئی نہ ہو، نیز نماز کا وقت ختم ہونے کا خوف ہو تو وہ تیمّم کر کے نماز ادا کرلے۔

۵- جب پانی شدید ٹھنڈا ہو اور گرم کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو، نیز گمان غالب بھی یہ ہو کہ اس پانی کے استعمال سے وہ بیمار ہوجائے گا تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

۶- اگر کسی زخم کو دھونے یا اس پر پانی سے مسح کرنے سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس حصے پر تیمّم کرے اور باقی حصہ دھولے۔

۷- اگر زخم ایسا ہو کہ اس پر مسح کرنے سے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو وہ مرہم لگے زخم پر مسح کرلے، تیمّم کی ضرورت نہیں ہے۔

تیمم کا طریقہ:

پہلے نیت کرے اور بسم اللہ کہے، پھر انگلیاں کھول کر دونوں ہاتھ مٹی پر ایک بار مارے، پھر ہتھیلیوں کے ساتھ مکمل چہرے پر مسح کرے، اور بائیں ہاتھ کا اندرونی حصہ دائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے، اسی طرح دائیں ہاتھ کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے۔

زمین کی سطح پر موجود صاف مٹی ہو یا ریتیلی زمین ہو سب مٹی کے حکم میں ہیں، ہر ایک سے تیمّم درست ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سفر وغیرہ میں اپنے ساتھ تیمّم کے لیے مٹی رکھنے کا تکلف نہیں کرتے تھے، بلکہ جس قسم کی زمین پر نماز ادا کرتے وہیں مٹی، ریت وغیرہ پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلیا کرتے تھے۔

جن امور سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان ہی سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت، حیض اور نفاس آنے سے بھی تیمّم قائم نہیں رہتا کیوں کہ متبادل شے کا وہی حکم ہوتا ہے جو اصل شے کا ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا گیا تھا تو پانی میسر آجانے پر تیمّم باقی نہ رہے گا۔ اگر کسی نے بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو عذر کے ختم ہونے سے تیمّم بھی ختم ہوجائے گا۔

اگر کسی کے ہاں نہ پانی ہو نہ مٹی، یا کسی بیماری کی وجہ سے اس میں وضو یا تیمّم کرنے کی سکت نہ ہو تو وہ وضو یا تیمّم کے بغیر نماز ادا کرلے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت اور طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا۔ اگر ادائیگی نماز کے بعد پانی یا مٹی میسر آگئی یا اس شخص میں وضو کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی تو وہ ادا کی گئی نماز نہ دہرائے کیوں کہ اس نے حسب طاقت حکم الٰہی کی تعمیل کردی ہے۔

(فقہی احکام ومسائل: ۶۳-۶۶)

☆☆☆

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے

صفات عالم محمد زبیر

مذہب اسلام ایک ایسا عالمگیر وآفاقی مذہب ہے جو تمام ادیان وملل سے ممتاز اور جداگانہ حیثیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے اندر ایسی خوبیاں اور خصوصیات پنہاں ہیں جو دیگر ادیان میں عنقا نظر آتی ہیں چنانچہ جب یہ فاران کی چوٹی پر اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہوا تو اس وقت دنیا عجیب حالت سے دوچار تھی، خدا کی زمین پر غیر اللہ کی پوجا ہورہی تھی، انسانیت کفر وشرکت کی تیرگی میں ٹامک ٹوئیاں ماررہی تھی، ایک خدا کو چھوڑ کر سیکڑوں معبودان باطلہ کی پرستش کی جارہی تھی، سبعیت وبہیمیت کا دور دورا تھا، ظلم وبربریت اپنے شباب پر تھی اور حضرت انسان ظلمت وگمراہی میں تھا۔

لیکن ایک قلیل مدت میں اسنے اپنی ضیابار کرنوں سے پوری دنیا کو منور کردیا پورے عالم میں توحید وسنت کا ڈنکا بجادیا، پوری انسانیت کو اپنا ہم نوا بنالیا، پوری دنیا میں اپنی عظمتوں کا پرچم لہرادیا اور پورا عالم کشاں کشاں حلقہ بگوش اسلام ہونے لگا۔

وہ کون سے اسباب وعوامل تھے جنہوں نے پوری دنیا کو اپنی سلطنت کے تابع اور مسخر کرلیا؟ وہ کون سی طاقت تھی جس نے پورے عالم سے اپنی عظمتوں کا لوہا منوایا، وہ کونسا اسلحہ اور ہتھیار تھا جس نے تمام انسانیت کو اپنی زلفوں کا اسیر بنالیا۔

یہ مذہب اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے اغیار کے قلوب واذہان پر اس طرح سیادت وحکمرانی کی کہ چشم زدن میں وہ اسلام کے ہوکر رہ گئے اپنی پوری حیات وزیست کو اسلام کی خاطر قربان کردیا اور پریشانیوں اور صعوبتوں کو بطیّب خاطر برداشت کیا۔

کیونکہ چمنستان اسلام میں وہ کشش ہے جو ہر روشن خیال وفکر کے حامل انسان کو اپنی عظمتوں کے تابع کرلیتی ہے اس کے اندر وہ طلسم سامری موجود ہے جو ہر طالب حق وجویائے حقیقت کے قلب وفکر کو اپنی جانب موہ لیتا ہے۔ اس کے اندر وہ جاذبیت اور کشش پنہاں ہے جو ہر بیدار مغز انسان کو اپنی عظمتوں کا اعتراف کراتی ہے۔

جب ہم تاریخ اسلام کے ابتدائی ادوار اور اسلام کی توسیع واشاعت کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت عظمیٰ دو اور دو چار کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مذہب اسلام شمشیر وسنان بم وبندوق ٹینک ومیزائل اور قہر وغلبہ کی بنیاد پر اپنا کلمہ پڑھوانے کا علمبردار نہیں بلکہ اس کے اندر ایسی الٰہی قوت اور ایسی چاشنی ودیعت کردی گئی ہے جو اپنے بہی خواہوں کو اس طرح تابع اور مسخر کرلیتی ہے جسے بڑا سے بڑا لشکر، بڑی سے بڑی جمعیت اور بڑا سے بڑا فوجی لشکر بھی رام نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم واضح طور پر اعلان کرتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین دین کے معاملے میں کوئی جبر واکراہ نہیں۔

آیئے۔ چند واقعات آپ کے گوش گذار کریں تاکہ حقیقت طشت از بام اور مبرہن ہوکر سامنے آجائے اور یہ عقدہ بھی حل ہوجائے کہ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

(۱) طائف کا واقعہ ارباب دانش وبینش سے پنہاں نہیں کہ آنحضرتؐ جب انہیں دین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وحدانیت کا سبق سکھلاتے ہیں تو وہ جوش غضب میں آگ بگولہ ہوجاتے ہیں اور آپ کو مشق ستم بنا کر خشت باری وسنگ باری سے آشفتہ بخاک وخون کردیتے ہیں۔ بایں ہمہ آپ نے ان سے مقابلہ نہیں کیا نبرد آزمائی وپنجہ ماری کا ثبوت نہیں دیا بلکہ بڑے ہی عمدہ الفاظ میں گویا ہوئے۔ **اللھم اھدقومی فانھم لا یعلمون**

جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہی جملہ اہل طائف گلشن اسلام کا جرعہ نوش کرکے اس کی شیرینی سے لطف اندوز ہونے لگتے ہیں۔

(۲) ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ درخت کے سایہ تلے آرام فرمارہے ہیں اور تلوار درخت کی ڈالی پر لٹک رہی ہے ایک دشمن آپ کے پاس آکر تلوار سونت لیتا ہے اور بڑے کروفر اور طمطراق سے گویا ہوتا ہے اے محمدؐ بتاؤ آج تمہیں ہمارے نرغے سے کون بچائے گا؟

آپ نہایت متانت وسکون سے جواب دیتے ہیں اللہ۔ اسی درمیان اس کے ہاتھوں میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور وہ دشمن آپ کے قابو میں آجاتا ہے بایں ہمہ آپ اس کے گستاخانہ داغ کو اپنے ابر کرم سے دھل دیتے ہیں اور ایسے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں کہ وہ فتح مکہ کے بعد ہی مع اپنے کنبہ وقبیلے کے مشرف باسلام ہوجاتا ہے۔

(۳) خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی عبقری شخصیت سے دنیا واقف ہے جن کے رعب وطنطنہ سے قیصر وکسریٰ کی حکومتیں لرزہ براندام رہتی تھیں یہ گلشن اسلام کے پروانوں میں داخل ہونے سے پیشتر شمشیر بکف ہوکر حضورؐ کا چراغ گل کرنے کے ارادے سے نکلتے ہیں لیکن جب قرآن مقدس کی چند آیتیں گوشگزار ہوتی ہیں تو دل کی دنیا بدل جاتی ہی اور فوراً کلمہ حق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دلنواز صداؤں سے قلب وجگر کو گرمالیتے ہیں۔

(۴) حضرت طفیل بن عمر والدوسیؓ جب مکہ میں قدوم میمنت فرماتے ہیں تو کان میں روئی ڈالے ہوئے ہیں مبادا کہ محمدؐ کی سحر انگیزی مجھے مسحور کردے لیکن جب

قرآن مقدس کی چند مقناطیسی آیات سنتے ہیں تو فوراً مشرف بہ اسلام ہوجاتے ہیں۔

(۵) حضرت ضماد ازدیؓ جو شمع اسلام کو گل کرنے اور آنحضرتﷺ کو دین برحق سے پھیرنے کے لئے نکلتے ہیں لیکن معاملہ اس کے علی الرغم ہوتا ہے اور خطبہ مسنونہ سنتے ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکار اٹھتے ہیں۔

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے جائیں تو پیغمبری مل جائے

(۶) غزوۂ بدر کی ہزیمت نے کفار قریش کو ملول وافسردہ اور دلگیر بنادیا ہے چنانچہ عمیر بن وہبؓ جوش غضب میں ارغوانی بنے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے عازم سفر ہوتے ہیں کہ چلو قندیل نبوت ہی کو گل کردیا جائے لیکن جب آفتاب عالم تاب کے جمال جہاں آرا کا دیدار ہوتا ہے تو ان کے چہرے پر پڑا ہوا ضلالت کا غبار چشم زدن میں سحاب نبوت سے دھل جاتا ہے۔

صد سالہ دور چرخ تھا ساقی کا ایک جام
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

(۷) فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتﷺ کا یہ فرمان عام ہوتا ہے۔ **لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا أنتم الطلقاء** آج تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس باران عفو ودرگذر سے متاثر ہوکر عرب کے باشندے گلشن اسلام میں پناہ لینے کے لئے بے تاب ہوجاتے ہیں۔ وہ ابوسفیان جنہوں نے غزوہ بدر کے بعد سے اب تک پے در پے ظلم وستم کی یلغار سے مسلمانوں کا جینا دوبھر کردیا تھا حلقہ بگوش اسلام ہوکر اسلام کا دم بھرنے لگتے ہیں۔ وہ وحشی جنہوں نے آپ کے چچا حضرت حمزہ کو آشفتہ بخاک وخون کیا تھا اسلام کی پرچھائیوں میں پناہ لیتے ہیں۔ وہ ہندہ جس نے آپ کے چچا حضرت حمزہ کے کلیجہ کو چبایا تھا اسلام کے ظہور وخوشنوا عندلیب نغمہ سرا کے زمزموں پر لبیک کہتی ہیں۔

(۸) فتح مکہ کے بعد کفار قریش کے اوپر عفو ودرگزر کی بارشیں ہورہی ہیں۔ امن وامان کا بانگ دہل اعلان کیا جارہا ہے لیکن کچھ کندہ ناتراش کے دل میں ابھی تک انتقام کی آگ جوش مار رہی ہے۔ چنانچہ فضالہ بن عمیر اس غرض سے نکلتے ہیں کہ آج نبوت کے فروزاں ستاروں پر برق خاطف گرادی جائے۔ لیکن قربان جائیے حضور اکرمﷺ کی اس شیریں کلامی پر جس نے صدیوں کے معصیت کوش کو مثل کروبیاں بنادیا۔

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

(۹) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کا آفتاب پوری آب وتاب سے جگمگا رہا ہے لوگ جوق درجوق چمنستان اسلام میں داخل ہوکر اس کے بوئے گل سے لطف اندوز ہورہے ہیں خراج میں کمی ہونے کے باعث ایک گورنر خلیفہ وقت کو یہ عریضہ پیش کرتا ہے کہ لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے ہیں بیت المال میں مالیت کی کمی ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ فرمان جاری کردیا جائے کہ بلاختنہ کسی کا اسلام قبول نہ کیا جائے گا۔

جب یہ عرض داشت خلیفہ وقت کے نظر نواز ہوتی ہے تو چہرۂ مبارک جوش غضب میں دمک اٹھتا ہے اور اس گورنر کو معزول کرکے فرماتے ہیں کیا حضور اکرم کی بعثت اس لئے ہوئی تھی کہ اسلام پر پابندی لگادی جائے۔

یہ مشتے نمونہ ازخروارے کے چند واقعات آپ کے گوش گذار کئے گئے جس سے یہ حقیقت شمس فی نصف النہار کی طرح عیاں ہوگئی کہ اسلام کی اشاعت شمشیر وسنسان اور بم وبندوق کے بل بوتے پر نہ ہوئی بلکہ اپنے اعلیٰ کردار، بلند اخلاق اور شیریں زبان کے ذریعہ پوری دنیا میں اس طرح ہوئی کہ چند ہی دنوں میں قیصر وکسریٰ کی حکومتیں لرزہ براندام ہونے لگیں۔ پوری دنیا تابع او مسخر ہوگئی۔ اور اسلام کا جھنڈا پورے عالم میں بڑے آب وتاب سے لہرانے لگا۔

بایں ہمہ وہ اعدائے اسلام جن کے قلب وجگر میں اسلام دشمنی کی آگ جوش ماررہی ہو جن کا مقصد ومدعا شجر اسلام کے اشجار مثمرہ کو زک پہنچانا ہو، جن کے خلیات ذہن میں گلشن اسلام کے خلاف شعلہ زن چنگاری بھڑک رہی ہو وہ بھلا کیسے اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مہر بسکوت لب رہ سکتے تھے اور اگر علی سبیل ارخاء العنان مان بھی لیا جائے کہ اسلام اپنے قہر وغلبہ کے بل بوتے پر پھیلا ہے۔ تو ہم معترضین سے پوچھنا چاہیں گے کہ جب سرزمین ہند میں مسلمانوں کی حکومت تھی، مسلمان ہی آٹھ سو سال تک اس کے سیاہ وسفید کے مالک تھے اور ان کی عظمتوں کا سکہ پوری دنیا پر بیٹھا ہوا تھا تو کیا دیگر مذاہب کے متبعین کے مذہبی امور کی ادائیگی میں رخنہ اندازی کی گئی؟ کیا انہیں بزور طاقت اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا؟ کیا ان کے دین ومذہب کو فرسودہ اور باطل قرار دیا گیا؟ کیا مذہب کی بنیاد پر ان کے ساتھ کبھی معاندانہ وتعصّبانہ برتاؤ کیا گیا؟ نہیں اور بلاشبہ ہرگز نہیں جس کا اعتراف بہت سے متعصب مورخوں نے بھی کیا ہے۔

والحق ماشھدت بہ الاعداء

ان تمام حقائق کے بعد بھی اگر دشمنان اسلام ضد اور ہٹ دھرمی کے ذریعہ گلشن اسلام سے خار کھاتے رہیں اور حقیقت سے پرے بات کہہ کر اسلام کے مصفی ومنزہ چہرے کو داغدار کرتے رہیں تو کریں لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا ہی دباؤگے اتنا ہی یہ ابھرے گا

☆☆☆

اکلِ حرام یا اکلِ حلال

مولانا محمد موسیٰ حسن دیناجپوری

اسلام ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جو تمام ادیان سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کے جملہ مسائل کا حل موجود ہے۔ جن کے اندر، ازابتداء تا انتہاء انسان کی جملہ ضروریات حیات کو دلائل سے واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کا کوئی بھی پہلوفوز وفلاح سے خالی نہیں۔ شرعی تعلیمات میں سے ایک کسب حلال کی بھی تعلیم ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة ان الله طیب لا یقبل الا طیبا لا یدخل الجنة جسد غذی بالحرام.**

یعنی کسب حلال کی تلاش فریضہ کے بعد فریضہ ہے، اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس نے حرام غذا حاصل کی ہو۔ کسب حلال ہی انسانی عظمت ورفعت کا باعث اور سماجی اقتصادی، صلاح وفلاح کا ضامن ہے۔

کسب حلال کی اہمیت وضرورت کے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ بغیر اس کے عبادات اور صدقات وخیرات کی قبولیت ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اور حرام غذاؤں سے پروردہ جسم جہنم کا مستحق اور جنت کی نعمتوں سے محروم ہوگا بلاشبہ کسب حلال انسان کی دنیوی واخروی کامیابی کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حلال طور پر روزی حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان باری ہے: **فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعة:۱۰)**

جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ تو روئے زمین پر کسب حلال کے حصول کی خاطر پھیل جاؤ اپنے اپنے کاموں میں لگ جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے مصروف رہو، کثرت سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے رہو تاکہ کامیابی تمہارے قدم چومے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: **يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (البقرہ:۱۶۸)**

اے بنی آدم! تم زمین کی پیداشدہ پیداوار سے حلال اور پاکیزہ رزق کھایا کرو ایک حدیث میں نبی برحق سید المرسلین خاتم النبین رحمۃ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں: **ان الله طیب لا یقبل الا طیبا** (مشکوۃ ۲۴۱)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے۔

جنت پاک وصاف جگہ ہے لہٰذا حلال کمائی، حلال غذاء سے پلا ہوا انسان ہی اس کا مستحق ہوگا اور حلال کھانے والے مؤمنین ہی جنت میں داخل ہوں گے۔

حرام پروردہ اشخاص کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں ہوگی، جیسا کہ فرمان رسول ہے **لا یدخل الجنة جسد غذی بالحرام** (مشکوۃ ۲۴۳) وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی حرام غذاء سے پرورش ہوئی ہو۔ نیز فرمایا: **من اشتری ثوبا بعشرة دراهم وفیه درهم حرام لا یقبل الله له صلوة مادام علیه** (مشکوۃ ۲۴۳)

جس نے کوئی کپڑا دس درہموں میں خریدا جن میں ایک درہم بھی حرام ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر ہوگا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں کسب حلال واکل حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اس پر اعمال صالحہ کی قبولیت کا انحصار ہے اور اللہ ورسول کی رضاء اور دنیوی واخروی فوز وفلاح کا حصول جہنم سے رہائی، دخول جنت کا ضامن اکل حلال ہی ہے، اس کے نزدیک وہی انسان محبوب اور پسندیدہ ہے۔ جو حلال طریقے سے روزی حاصل کرے، یہ ضروری ہے کہ حصول مال کے لئے جائز اسلامی ذرائع واسباب بروئے کار لائے گئے ہوں، مثلاً صنعت وحرفت، زراعت وتجارت، مزدوری ونوکری دخول جنت کے لئے کسب حرام سے اجتناب اور اکل حلال کا التزام ناگزیر ہے۔

اس کے برعکس جب آج کے انسانی معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو معاشرہ کے مشاہدات کچھ مختلف نظر آتے ہیں ہر طرف افراتفری وبھاگ دوڑ کا عالم ہے چوری، رہزنی اور دیگر حرام طریقے سے کسب معاش کی افراط ہے۔ افسوس کہ عصر حاضر میں امیر وغریب سب کے سب حلال کمائی کے حصول سے جی چرا کر حرام راستے کا انتخاب کرتے نظر آرہے ہیں۔ شریعت کے احکام سے کوسوں دور۔

حضرت رافع کہتے ہیں کہ نبی برحق سے دریافت کیا گیا کہ **یا رسول الله أی الکسب أطیب قال عمل الرجل بیده وکل بیع مبرور** (مشکوۃ ۲۴۲) اے اللہ کے رسول ﷺ ذرا بتایئے تو صحیح کہ بہترین کمائی کیا ہے؟ جواباً فرمایا بہترین کمائی یہ ہے کہ آدمی عرق ریزی اور اپنی محنت سے کما کر کھائے اور خرید وفروخت بیع وشراء کی ہر وہ صورت جو شریعت کے موافق ہو، اس کے منافع جائز اور قابل انتفاع ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اکل حلال کو بہترین کمائی سے تعبیر کیا ہے نیز انسان کو تجارت کی طرف رغبت دلائی ہے۔

☆☆☆

حسد نہ کرو

نجمہ پروین ہاشمی

سماج صاف ستھرا اور پاکیزہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کے افراد نیک دل اور نیک طبیعت کے ہوں ان کا سینہ اخلاص اور للّٰہیت سے معمور ہو اور ہر مسلمان **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** کی سچی تصویر ہو، غیبت اور چغلی، جھوٹ او رافتراء پردازی وغیرہ سے زبان پاک ہو اسی طرح سینہ کینہ اور حسد جیسی مذموم برائی سے خالی ہو اور ہر دل میں ایثار وقربانی اور باہمی جذبۂ محبت کارفرما ہو۔ لیکن آج ہمارا معاشرہ بری طرح بگڑ چکا ہے۔ ہر قسم کی برائیوں نے جڑ پکڑ لی ہے اور مختلف قسم کی بدعتیں دین میں گھس آئی ہیں۔ برائیوں اور بدعات وخرافات کو ختم کرنے اور انھیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی شدید ضرورت ہے ورنہ معاشرہ بے سمتی کا شکار ہو جائے گا۔

سماج کو بگاڑنے اور برباد کرنے والی برائیوں میں سے ایک برائی حسد ہے اس مضمون میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی برائیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

تمنی زوال نعم الغیر کو حسد کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ کسی کے علم وہنر مال ودولت وغیرہ کے چھن جانے کی آرزو کرنا۔ یہ تمنا چاہے اس نیت سے ہو کہ محسود کی چیز اسے مل جائے یا اسے نہ ملے لیکن محسود سے چھن جائے دونوں حالتوں میں ایسی نیت ناجائز ہے، اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کرتا ہے یہ اللہ کی تقسیم اور اس کے فضل وکرم پر اعتراض ہے اور انسان کی ذہنی پستی اور دینی زوال کی علامت ہے۔ حاسد ہمیشہ دوسرے لوگوں کی تباہی وبربادی کے بارے میں سوچتا رہتا اور اس کے خلاف منصوبہ سازی کرتا ہے جبکہ اگر اپنی کامیابی کے لئے اتنی محنت کرے تو اسے کافی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنا سینہ حسد، بغض اور شماتت وغیرہ سے پاک رکھے یہ باتیں اسلامی مواسات اور غمخواری کے خلاف ہیں اسلام اسے پسند نہیں کرتا ہے اس کے برعکس محبت ومودت کا درس دیتا ہے نفرت وعداوت سے روکتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بے شمار مقام پر اس مذموم جذبہ سے روکا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء:٥٤)** کیا وہ لوگ دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں۔

اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا (الزخرف:٣٢)

کیا وہ تیرے رب کی رحمت بانٹتے ہیں دنیا کی زندگانی میں ہم نے ان کی روزی ان کے درمیان تقسیم کردی ہے اور بعض کا بعضوں پر رتبہ بلند کردیا ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتے رہیں۔

امام بخاری نے اپنی جامع میں یہ روایت نقل کی ہے۔

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا (بخاری مع الفتح کتاب الادب ١/ ٤٨١)

تم بدگمانی اور سوء ظن سے بچو بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور کسی کا راز سننے کے لئے کان نہ لگاؤ اور ٹوہ میں نہ پڑو، اور تجسس نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (تحسس۔ راز سننے کے لئے کان لگانے کو کہتے ہیں، تجسس۔ ٹوہ میں پڑنا اور نجش کے معنی بھاؤ بڑھانے کے ہیں اسلام کی بنیاد خیرخواہی اور نصیحت پر ہے **الدین النصیحۃ** اسی طرح سے **لا ضرر ولا ضرار** کہہ کر ہر اس بات اور کام پر پابندی عائد کردی گئی ہے جو کہ مسلمان کے لئے ضرر رساں ہو سکتی ہے اس کا تعلق چاہے دین سے ہو یا طلاق ونکاح سے، طعام سے ہو، یا حقوق ومعاملات سے۔ تدابر کے بارے میں علامہ خطابی کہتے ہیں یہ **تولیۃ الرجل دبرہ** سے ماخوذ ہے دبرہ آدمی کا دوسرے سے پیٹھ پھیر لینا اور منہ موڑنا، ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ مدابرہ کا استعمال اعراض کے لئے ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تحفۃ الاحوذی ٣/١٢٦)

ایک بار آپ نے حسد کو سنگین ترین گناہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ آدمی کے دین کو برباد کردیتا ہے یہ گذری ہوئی قوموں میں پایا جاتا تھا اور اسی وجہ سے بہت سی قومیں آپس میں لڑکر ہلاک ہوگئیں ابلیس لعین نے سب سے پہلی حضرت آدم علیہ السلام کے شرف ومنقبت کو دیکھ کر حسد کیا تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے راندۂ درگاہ ہوا۔ نبی ﷺ نے حسد کی ہولناکی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ھی الحالقۃ امانی لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین (الترغیب والترھیب ٣/ ٥٤٨)

پہلے لوگوں کی جو برائیاں تمہارے اندر گھس آئی ہیں وہ حسد اور بغض وعناد ہیں جو تمہارے دین کو مونڈ دے گی میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈ دے گی بلکہ دین کا صفایا کردے گی۔

جس کے اندر حسد وکینہ جیسی بیماری گھس آتی ہے اسے یہ تباہی وبربادی کے گھاٹ اتار کرہی دم لیتی ہے اس کی ہلاکت خیزی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بھوکے بھیڑیے کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے۔

ما ذئبان جائعان ارسلافی غنم بأفسد لها من حرص المرء علی المال والشرف لدينه (ترمذی کتاب الزهد ٤/ ٥٨٨)

دوبھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے، اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا نقصان آدمی کے مال وجاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے۔

اس حدیث کے آخری ٹکڑے میں اور مستقل ایک دوسری حدیث میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ حسد آدمی کے لئے اتنا مہلک ہے جتنا آگ لکڑی کے لئے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے **وایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (ابن ماجه کتاب الزهد ٢/ ٥٦٢)** حسد نیکیوں کواس طرح ختم کردیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھالیتی ہے۔

اس حدیث کی صحیح توضیح یوں کی جاسکتی ہے کہ حاسد محسود کی نعمت اور خوشحالی کو دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتا اور حسد کی آگ میں جھلستا رہتا ہے جب محسود کی نعمت میں کوئی زوال نہیں آتا ہے تو سرعام اس کی مخالفت پر اتر آتا ہے اس کو بدنام کرنے کے درپے ہوجاتا ہے، برا بھلا کہتا ہے گالیاں دیتا ہے، غیبت کرتا ہے الغرض حسد اسے بندوں کے بہت سے حقوق کی پامالی کا مرتکب بنادیتا ہے اور جو شخص دنیا میں بندوں کے حقوق تلف کرتا ہے قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس محسود شخص کو دے دی جائیں گی اور اسی پر بس نہیں کیا جائے گا بلکہ حاسد کی نیکیاں ختم ہونے کی صورت میں محسود کا گناہ بھی حاسد کے سرڈال دیا جائے گا اور اسے اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حسد نہایت ہلاکت خیز گناہ ہے حسد اور ایمان کا اجتماع ایک موحد مسلمان کے دل میں ناممکن ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لا يجتمع فی جوف عبدالايمان والحسد (الترغيب والترهيب ٣/ ٥٤٦) کسی بندے میں ایمان اور حسد کا اجتماع نہیں ہوسکتا۔

حسد مومن کی شان سے بعید ہے جس کے دل میں حسد کی چنگاری سلگتی ہے وہ راہ راست سے بھٹک جاتا ہے اس لئے کہ راہ ہدیٰ اور حسد میں تباین ہے اس کی تصدیق احادیث ذیل سے ہوتی ہے۔

لا يزال الناس فی خيرمالم يتحاسدوا (الترغيب والترهيب ٣/ ٥٤٧) لوگ برابر خیر وعافیت اور بھلائی میں ہوں گے جب تک حسد نہ کریں اور فرمایا **ليس منی ذوحسد** حاسد میرے راستے پر نہیں ہے۔

کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے دل کو حسد جیسی مذموم چیز سے پاک وصاف کرلیا۔ زبان کو جائز استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو دیا اس پر قانع رہے اور عالی ظرفی اور حسن خلق کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لیا۔

حسد کی دو قسمیں ہیں: ایک جائز دوسری ناجائز

کسی کے مال ودولت علم وہنر اردیگر نعمت الٰہیہ کے زوال کی تمنا کرنا ناجائز ہے مگر چند استثنائی حالت میں جائز ہے جیسے کسی پر برکات الٰہی اور نعمتوں کی بھرمار ہے جس کے بل بوتے وہ مسلمانوں اور کمزوروں کو ایذاء پہنچائے یا اس کے زور پر فتنہ وفساد پھیلائے تو اس کی نعمت کے زوال کی تمنا جائز ہے۔

دوسری قسم کا تعلق آدمی کی اس خواہش سے ہے جو دوسروں کی خوشحالی تقویٰ ودینداری کو دیکھ کر اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے کہ کاش میرے پاس بھی اسی طرح ہوتا تو یہ جائز ہے اس کو غبطہ اور رشک کہتے ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ وطہارت کا راستہ اپنائے ان صفات حمیدہ سے متصف ہو جسے اللہ پسند فرماتا ہے اور ان برائیوں سے اپنا دامن بچائے جن سے نفرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حسد، بغض اور کینہ سے سینہ کو منزہ اور پاک وصاف رکھے۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

مولانا محمد مصطفیٰ مدنی

شادی کے لئے ذات برادری کی قید-ایک جائزہ

یوں تو دور حاضر میں بہت سے منکرات اور رسوم وخرافات نے جڑ پکڑ لی ہے، جن کا وجود عہد نبویؐ، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے مبارک ادوار میں نہ تھا۔ انہیں منکرات میں سے ایک نہایت ہی مذموم چیز ذات پات، قبیلہ وخاندان کی تفریق اور بھید بھاؤ ہے، لوگوں کا عام رجحان یہ بن چکا ہے کہ وہ قبیلہ اور ذات برادری والے دینی اعتبار سے جیسے بھی ہوں، مثلاً سید برادری والے شیخ کی لڑکی سے شادی کرنا معیوب سمجھتے ہیں، انصاری حضرات منصوری سے شادی کرنے کو اپنی تحقیر تصور کرتے ہیں، کہیں مغل وپٹھان کا مسئلہ ہے تو کہیں ہاشمی وتیمی کا۔

قارئین کرام! قرآن وحدیث نے مندرجہ بالا نظریئے کی سختی سے تردید کی ہے، اور بتلایا ہے کہ انسان ماں باپ کی اولاد ہیں، ان میں سے کسی کو کسی پر تفوق وبرتری نہیں ہے سوائے تقویٰ وپرہیزگاری کے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:۱۳)

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

انما المومنون اخوة (الحجرات:۱۰) مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی ذاتی وخاندانی اور قبائلی وجاہت کو معاشرے کے اندر کوئی معیار نہیں بتلایا ہے، آپ فرماتے ہیں: **لافضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي ولا لأبيض على اسود ولا لأسود على ابيض الا بالتقوى الناس من آدم وآدم من تراب.**

یعنی کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت وبرتری نہیں ہے، اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ وپرہیزگاری کے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔

گویا کہ تمام بنی نوع انسان ازروئے خلقت کے ایک ہیں، ان میں سے کسی کو کسی پر سوائے تقویٰ وبزرگی کوئی فضیلت وبرتری نہیں ہے، ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ جب تیرے پاس کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام لے کر آئے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن ہو تو ضرور اس سے شادی کروا گر تم ایسا نہ کروگے تو ہوسکتا ہے کہ زمین پر فتنہ وفساد برپا ہوجائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اذا خطب اليكم من ترضون دينه وخلقه فانكحوا الا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد عريض (رواه الترمذي)

قارئین کرام! آیئے میں آپ کے سامنے اس رسم بد، اور نظریۂ جاہلیت کے خلاف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور ان کے اصحاب ذی شان کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کروں جس سے یہ واضح ہوجائے کہ ان کے یہاں ذات پات، مالداری وغریبی کوئی چیز نہ تھی۔ بلکہ ایک ادنیٰ درجے کا غلام اور کالا کلوٹا حبشی النسل انسان بھی اگر وہ دیندار ہے تو قبیلہ قریش کی معزز خاتون سے بلا روک ٹوک اپنا رشتۂ ازدواج قائم کرسکتا تھا۔ مثال کے طور پر دیکھئے آپ ﷺ نے اپنے غلام زید بن حارثہؓ کی شادی کی ایک دوسری معزز خاتون فاطمہ بنت قیسؓ کی شادی ایک آزاد کردہ غلام اسامہ بن زیدؓ سے کرادی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اس ذات پات کی رسم کو پاش پاش کردیا۔ ایک حبشی النسل صحابی جلیل حضرت بلال بن رباحؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ قریشی کی بہن سے شادی کی، اور ابوحذیفہ بن عتبہ جو قبیلۂ قریش کے چشم وچراغ تھے، انہوں نے اپنی بھتیجی کی شادی اپنے غلام سالمؓ سے کردی جبکہ سالمؓ انصار کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔

دوسری طرف خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں ام کلثومؓ ورقیہؓ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دے دیا اور تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ابوالعاصؓ کی زوجیت میں دے دیا حالانکہ یہ دونوں حضرات قبیلۂ بنو ہاشم سے نہ تھے۔

قارئین کرام! یہ تو میں نے مشتے نمونہ ازخروارے چند شادیوں کا ذکر کیا ہے، تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کی شادیاں اسلام میں بکثرت ہوئی تھیں یہاں صرف ان حضرات کے دعوے کو بے بنیاد اور باطل قرار دینا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ ایک قبیلہ کی شادی دوسرے قبائل میں کرنا حرام یا مکروہ ہے۔

لیکن اس جہالت اور باطل نظریئے کی بنیاد پر ذات برادری کی قید کے ساتھ شادی سے روک رکھنے سے جو خرابی اور فساد پیدا ہوتا ہے اہل نظر سے مخفی نہیں ہے، یہی

وجہ ہے کہ اللہ اوراس کے رسول نے رانڈ، بیوہ، غلاموں اور لونڈیوں میں جونکاح کے لائق ہوگئے ہوں شادی کردینے کا حکم دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآئِکُمۡ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (النور:۳۲)

یعنی تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردیا کرو، اور اسی طرح تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں، ان کا بھی نکاح کردو، اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ وسعت والا اور علم رکھنے والا ہے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے غیر شادی شدہ کے سلسلے میں مطلق حکم دیا ہے اور یہ حکم مالدار، غریب اور مسلمانوں کے تمام طبقوں کو شامل ہے، نیز اس آیت میں کسی طرح کی قید نہیں لگائی گئی ہے۔لہٰذا جو لوگ ایسے نظریئے کے حامل ہیں انہیں اللہ کے حکم کا پابند ہونا چاہیے اور یہی بات اللہ کے رسول سے بھی ثابت ہے۔آپ فرماتے ہیں: یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه أغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (بخاری ومسلم)

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نان ونفقہ کی طاقت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ شادی کرلے اس لئے کہ (شادی) نگاہوں کو پست کرنے والی اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہے، اور جس کو طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے تاکہ اس کی شہوت کو توڑ دے۔

ان مذکورہ دلائل کی روشنی میں مربیین ومسئولین حضرات پہ فرض ہے کہ اپنی اپنی مسئولیت کے سلسلے میں اللہ سے ڈریں کیونکہ یہ ان کے گلے میں امانت ہیں اور اس امانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال کرے گا۔اس لئے اپنے بیٹے بیٹیوں اور بہنوں کی شادی بلاتفریق ذات پات کریں دراصل معاشرے میں ذات پات کی تفریق کی وجہ سے بہت سی لڑکیاں شادی سے محروم رہ جاتی ہیں اور اخلاقی برائیاں پروان چڑھنے لگتی ہیں۔

میرے دینی بھائیو! تم اپنے بارے میں اور جن کی تولیت تیرے سر ہے ان سے متعلق اللہ سے ڈرو بلکہ عمومی طور پر تمام مسلمانوں کے سلسلہ میں اللہ سے خوف کھاؤ، اور سب مل کر سعادت ونیک بختی کے لئے کوشش کرو، تاکہ معاشرے کے اندر اچھائیوں کے پنپنے کا موقع ملے اور برائیوں کا خاتمہ ہو، ورنہ اچھی طرح جان لو کہ اگر ہم اسی ذات پات کے شکنجے میں جکڑے رہے تو جہاں متعدد برائیاں اور اخلاقی خرابیاں پروان چڑھیں گی وہیں اللہ ان خرابیوں کے بارے میں سوال کرے گا۔نیز ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔فَوَرَبِّکَ لَنَسۡئَلَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (الحجر:۹۲-۹۳)

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مخاطب کرکے فرمارہا ہے کہ آپ کے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ان کے اعمال کی بازپرس کریں گے اور ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی (النجم:۳۱)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والوں کو ان کے (برے) کام کے عوض میں جزا دے گا۔ اور نیک کام کرنے والوں کو ان کے نیک کاموں کے عوض میں جزا دے گا۔

آخر میں اپنے تمام کلمہ گو بھائیوں سے عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچے بچیوں کی شادیاں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نمونے کے مطابق سن بلوغت کو پہونچنے پر جلد کردیا کریں۔لوازمات شادی، مہر اور ولیمہ وغیرہ میں اسراف وفضول خرچی سے بچتے ہوئے میانہ روی اختیار کریں، اور شادی کرتے وقت جو سب سے اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ جوڑا متقی پرہیزگار امانتدار اور دیانتدار ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ دے اور اس پر ثابت قدم رکھے۔ ساتھ ہی نفس کی برائی اور اعمال کی خرابی سے بچائے۔آمین ثم آمین

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

- ☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ
- ☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
- ☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ
- ☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
- ☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

فیضان اشرف مئوناتھ بھنجن یوپی

شیخ الحدیث مولانا عزیز الحق عمری رحمۃ اللہ علیہ
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مئوشہر علمی اور ادبی میدان میں اپنی ایک شناخت رکھتا ہے،اس شہر میں جہاں بہت سارے علماء،فضلاء،ادباء وشعراء پیدا ہوئے انہیں میں سے ایک ذہین وفطین محقق،مؤلف،مترجم اور عربی،اردو،فارسی،ھندی اور سنسکرت زبان میں عبور رکھنے والے شیخ الحدیث مولانا عزیز الحق عمری بن محمد یوسف بھی ہیں جو۸۱/سال کی عمر میں یکم دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل اس دارفانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ،اِنّا لِلّٰہِ وانا الیہِ رَاجعوُن ان کی پیدائش ۱۲ستمبر ۱۹۳۹ء میں ہوئی تھی۔

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

آپ کا گھرانہ اپنی علمی،فکری،تالیفی،تدریسی،صحافتی اور سماجی خدمات کا ایک طویل ریکارڈ رکھتا ہے۔فی الحال اس خانوادے میں موجودین علماء کرام کی تعداد تقریباً۸۳ اور مرحومین علماء کرام کی تعداد ۳۸ ہے گویا آپ کا خانوادہ

’’ایں خانہ ہمہ چراغ است‘‘ کے مصداق ہے۔

آپ کے پردادا عبدالرحمٰن شہید، کپڑوں کے کامیاب تاجر،انتہائی دین دار اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے،حاجی عبدالرحمٰن شہید انتہائی متدین،موحد خداترس اور علم دوست بزرگ تھے،آپ کو دینی علوم کی نشرواشاعت سے گہری دلچسپ تھی۔

حاجی شہیدؒ اپنے بلند اخلاق اور بہترین اوصاف کی وجہ سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں بڑی ہردل عزیز تھے۔

اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن شہیدؒ کو چار بیٹے عطا کئے تھے جو انتہائی ذہین فطین تھے اور چاروں ماشاء اللہ عالم دین بنے سب سے بڑے مولانا حامد (متوفی ۱۹۱۳ء)،ان سے چھوٹے شیخ الحدیث مولانا محمد نعمان ناصح اعظمی (متوفی ۱۹۵۱ء)،ان سے چھوٹے مولانا حکیم محمد ابراہیم (۱۹۱۸ء) اور سب چھوٹے شیخ الحدیث مولانا محمد علی ابوالقاسم قدسیؔ (متوفی ۱۳۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان چاروں کا ذکر مولانا عبدالرحمٰن آزاد نے ایک شعر میں کیا تھا،جس سے ان کی ہردل عزیزی کا ثبوت ملتا تھا۔

علی ،حامد،نعمان ،ابراهيم اخوان
فاللّٰهم أكرمهم جميعاً أينما كانوا

اول الذکر مولانا حامد اور مولانا نعمان اعظمی کو محدث دوراں حافظ عبداللہ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث زماں شیخ الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تعلیم وتربیت: مولانا اپنی تعلیم وتربیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

’’میرے والد غریب لیکن کثیر الاولاد تھے،ان کے کل چھ بیٹے اور چار بیٹیوں میں میں دوسرا تھا،جب کچھ شعور ہوا تو اپنی ماں فاطمہ خاتون سے قاعدہ اور پھر قرآن پڑھا،بعدہٗ مدرسہ عالیہ میں داخل ہوا اور قاری خلیل الرحمٰن صاحب کو قرآن پاک ناظرہ سنایا،اس کے بعد اردو پھر فارسی گلستاں،بوستاں،یوسف زلیخا،اخلاق محسنی وسکندر نامہ مولوی سعید احمد صاحب سے پڑھا،اس زمانے میں پرائمری کا وجود نہیں تھا اور ان کے جانے کے بعد دوران سال ہی میزان اور نحو میر پڑھنے لگا،ڈیڑھ سال پڑھ کر جامعہ رحمانیہ بنارس میں جماعت ثالثہ میں داخل ہوا اور وہاں کے اساتذہ سے مختلف علوم وفنون میں خوشہ چینی کرتا رہا،پھر ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۳ء تک جامعہ دارالسلام عمرآباد میں حدیث وتفسیر اور ادب وغیرہ فنون میں اپنے پیارے اور شفیق اساتذۂ کرام سے فیض پا کر سند فراغت حاصل کیا اور مئو آیا اور سنسکرت مہاودیالیہ مئو میں سنسکرت پڑھنے لگا اور ڈیڑھ سال کے بعد جب شبینہ اسکول بند ہو گیا تو میری تعلیم کا سلسلہ بھی کٹ گیا،دوران تدریس مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے عربی میں ایم۔اے بھی کیا۔(ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء،مرتب مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی ص:۴۹۱)

جامعہ رحمانیہ بنارس میں پڑھنے کے دوران الہ آباد بورڈ سے عالم اور عمرآباد سے واپسی کے بعد جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو سے فاضل ادب کا امتحان دیا اور دوران تدریس منشی،کامل،فاضل دینیات،فاضل طب اور ادیب کامل کے امتحانات پرائیویٹ طور پر دیئے اس کے علاوہ عمرآباد میں دوران تعلیم مدراس یونیورسٹی سے ’’افضل العلماء‘‘ کا امتحان دیئے تھے مگر مکمل نہیں ہے،نیز ہومیوپیتھک کی ڈپلوما سند بھی حاصل کی۔

اساتذۂ کرام: آپ نے اپنے وقت میں جن مایہ ناز ہستیوں سے تعلیم حاصل کی تھی ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔محدث عصر مولانا فضل الرحمٰن رحمانی،۲۔مولانا ومفتی عبدالعزیز اعظمی عمری، ۳۔مولانا عبدالوحید رحمانی،۴۔حافظ عبدالواجد رحمانی پیارم پیٹ،۵۔مولانا عبدالسبحان اعظمی عمری،۶۔استاذ ادب وتفسیر مولانا غضنفر حسین شاکر نائطی،۷۔مولانا سید امین وسید عبدالکبیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔۹۔مولانا محمد اعظمی حفظہ اللہ (سابق شیخ الحدیث وشیخ الجامعہ عالیہ عربیہ مئو) وغیرہ۔

آپ کے سنسکرت کے ٹیچر پنڈت وشوناتھ ترپاٹھی تھے۔

تدریسی خدمات: فراغت کے فوراً بعد آپ تدریس میں لگ گئے تھے اور یہ سلسلہ بیماری تک چلتا رہا، جیسا کہ خود مولانا رقم طراز ہیں:

”مدرسہ عالیہ مئو میں ۱۹۶۴ء میں مولوی عبدالأحد صاحب کے اصرار اور اپنے والد کے ایماء پر درجہ منشی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے مجھے رکھا گیا، میں نے اس کے کورس کو تین سال میں تقسیم کر کے منشی وکامل میں سوفیصد بچوں کو الہٰ آباد بورڈ کے امتحان میں پاس کرایا، میں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی عربی کتاب دی جائے لیکن اس کی سنوائی نہیں ہوئی، اس لئے ۱۹۶۸ء میں مدرسہ فیض العلوم سیونی چلا گیا چونکہ وہاں صرف تین ہی جماعت تک تعلیم تھی اور کتابوں کا ذخیرہ بھی نہ تھا اس لئے آٹھ ہی مہینہ کے بعد مئو واپس آگیا ۱۹۶۹ء میں مجھے یکا یک مدرسہ عالیہ کے صدر مولوی منظور الحسن صاحب والد فضا ابن فیضی کا ایک رقعہ ملا کہ آپ فی الفور مدرسے میں جا کر کارمفوضہ انجام دیں، میں مدرسہ پہونچا تو چار طلبہ درس گاہ میں سنن ابوداؤد لے کر بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے انہیں درس دیا، درس پورا ہونے تک مجاز اعظمی صاحب اور مدرسے کے ایک رکن وہاں بیٹھے ہوئے تھے پھر یہ فرمائش کی کہ اب جو طلبہ آئیں گے پڑھائیے گا اور دونوں اٹھ کر چلے گئے، اس کے بعد میں مستقل مدرس ہوگیا اور پانچویں جماعت سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو پڑھاتا رہا اور الہٰ آباد بورڈ کے امتحانات مولوی، عالم، فاضل کی تیاری کراتا اور امتحان دلاتا رہا ۱۹۸۵ء میں مجھے مدرسہ سے سبکدوش کر دیا گیا“ (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

آپ نے جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو میں بھی تدریسی فریضہ انجام دیا ساتھ ہی ساتھ جامعہ کے ”ماہنامہ مجلّہ آثار جدید“ کے ایڈیٹر بھی رہے اور مولانا احمد صاحبؒ کے ریٹائر ہونے کے بعد شیخ الحدیث بنائے گئے، پھر وہاں سے استعفیٰ دینے کے بعد مولانا ارشد مختار محمدی کی دعوت پر ”کلیہ فاطمۃ الزہراء للبنات مئو“ میں تدریسی فریضہ انجام دیئے اور جب بیماری لاحق ہوگئی تو تدریسی سلسلہ چھوٹ گیا۔

تالیفی وتصنیفی خدمات: مولانا اپنی تالیفات، رسائل، مضامین ومقالات اور تراجم کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

”میں نے جامعہ دارالسلام عمرآباد ہی سے فیصلہ کیا تھا کہ غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کا کام کروں گا اس لئے سنسکرت پڑھی اور کئی سالوں سے شرحوں کی مدد سے رگ وید اور گیتا اور دوسری ہندی کتب کی مدد سے ہندو عقائد وتہذیب اور تاریخوں کا مطالعہ کیا اور کچھ رسائل وپمفلٹ بھی لکھے جن کا غیر مسلموں پر اچھا اثر ہوا، جیسے: ستیہ دھرم ایک یا انیک، ستیہ دھرم کی کھوج، مانو دھرم اور جاتیواد، تیسویں پارے کا ہندی ترجمہ، پوترجیون، انتم مہا ایشدوت مارگ درشن، مسنون دعائیں۔

اردو دعوتی کتابیں تقریباً ۲۱ رہیں جو عربی قصوں کے ترجمے ہیں، ان کے علاوہ تقریروں اور درسی کتب کے ترجموں وغیرہ کی تعداد اسی (۸۰) سے زیادہ ہیں جن میں اکثر کی اشاعت دوسرے ناموں سے ہوئی ہے۔

تفسیر احسن البیان کے ہندی ترجمہ میں میری شرکت رہی ہے بلکہ اس کے دس پاروں کا ترجمہ اور پورے ترجمے پر نظر ثانی میرے مقدر میں رہی ہے اور ایک پورا ترجمہ برادر مکرم محمد ضیاء الرحمٰن العمری صاحب کے اشراف میں ہوا ہے اور اس وقت ان کے قرآن کے ہندی انسائیکلوپیڈیا کا اردو ترجمہ، پروف ریڈنگ کے دور سے گزر رہا ہے چونکہ اس وقت ران کے شدید پھوڑے اور اس کے آپریشن کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بستر علالت پر ہوں ورنہ یہ مکمل ہوگیا ہوتا، ”القول المحقق“ اور ”الدین الخالص“ حصہ اول کا اردو ترجمہ بھی نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کا انتظار کر رہا ہے۔ فی الحال اپنی علالت کی وجہ سے اپنی ستائش میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں، جو کچھ میں نے کیا ہے اپنے علم کا فرض ادا کرنے اور اپنے والدین اور اساتذہ اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنانے کے لئے لکھا ہے“ (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

مولانا نے اپنی خود نوشت میں لکھا ہے کہ: ”دوران تدریس میں نے دو کتابیں شرح العقائد کا نوٹ درر الفرائد کے نام سے اور اصحاب المعلقات لکھی“ تراجم میں مندرجہ ذیل کتابیں ادب الخلاف، الجمل فی زکاۃ العمل تلبیس مردود، کتاب الجنائز البانی، طریقۃ المتقین، صلوٰۃ التراویح، پاکدامنی کیوں اور کیسے؟ محمدی زیور، وغیرہ۔

تالیفات میں نبوت محمدیہ، تو جا پڑا ہے بہت دور اپنی منزل سے، دوستی اور دشمنی کا قرآنی معیار، اربعین حدیثا۔۔۔، جادو اور آسیب کا کامیاب علاج، علمی تقریریں، سود اور اسلام، جائز تنقید، وغیرہ ہیں۔

مضامین ومقالات: مولانا ایک اچھے صحافی تھے آپ کو زمانۂ طالب علمی ہی سے لکھنے کی دلچسپی تھی اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہا ہے۔

اگر مولانا کے سب مضامین اور مقالات یکجا کئے جائیں تو مختلف موضوعات پر ایک قیمتی ذخیرہ تیار ہو جائے گا۔

عمری صاحب بحیثیت خطیب: مولانا اپنی خودنوشت میں رقم طراز ہیں کہ:

”جامعہ دارالحدیث میں چونکہ میں خطیب تھا فراغت کے بعد عمرآباد سے مئو آیا تو یہاں دیکھا کہ اہل حدیث کی شناخت کمیونسٹ سے ہوتی ہے، اس لئے میں ابتداء ہی میں ”کمیونزم اور اسلام“ ایک خطبہ دیا جس کی وجہ سے مجھے سخت لعن طعن کا سامنا کرنا پڑا اور ناظم ومدرس نے مجھے اس عنوان پر کچھ بولنے سے روک دیا“ (ماخوذ: سالنامہ تاریخ اہل حدیث ۲۰۱۷ء ص ۴۹۲)

آپ بے باک خطیب تھے حق بات بولتے تھے جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس وقت سے لے کر تقریباً ۱۹۹۹ء تک میرے گھر کے پاس ڈومن پورہ شمال

والی مسجد میں جمعے کے خطبے اور جمال پورہ عیدگاہ میں عیدین کے خطبے بلا ناغہ آپ ہی دیتے تھے، حالات حاضرہ پر ایسا خطبہ دیتے تھے کی آپ کی شہرت پورے مئو میں تھی اپنے محلّہ کے لوگوں سے پہلے خطبہ سننے کے لئے دوسرے محلّہ کے لوگ آجاتے تھے جس کی وجہ سے مسجد اور عیدگاہ تنگی کا شکوہ کرتی تھی۔

دینی وسماجی خدمات: آپ تدریسی، تالیفی اور دعوتی خدمات کے ساتھ ساتھ سماجی خدمات بھی کیا کرتے تھے، جیسا کہ مولانا کی خودنوشت میں مذکور ہے کہ ''جب ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر فریدی نے مجلس مشاورت اور ۱۹۶۸ء میں مسلم مجلس بنائی تو میں اس کا ممبر بن گیا'' ۱۹۹۳ء میں ''معهد السنة للتربية والاسلامية '' کے نام سے قوم کے بچے اور بچیوں کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد مسلم بچوں کو مغربی تہذیب سے بچا کر دین کے بنیادی عقائد اور تربیت کے ساتھ جدید تعلیم دینا تھا لیکن یہ اسکول بہت پہلے بند ہوچکا ہے۔

حلیہ اور عادات: آپ کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی، لمبا قد، لمبا چہرہ ، پھریرا بدن، گھنی داڑھی اور پست آواز میں کلام کرتے تھے، لباس بڑا سادہ پہنتے تھے مدرسہ میں ہوں یا آفس میں یا گھر پر ہوں وہی سادہ کرتا لنگی اور کپڑے والی دوپلی ٹوپی ہوتی تھی، البتہ عیدین کے خطبے کے موقع پر کتھئی رنگ کا جبہ پہنتے تھے، زیب وزینت اور تکلف سے اتنے بے پرواہ کہ اجنبی اور ناآشنا کے لئے ان میں ادنیٰ آدمی میں امتیاز مشکل تھا، غیر معمولی صلاحیت کے باوجود کبر وغرور چھوا نہیں تھا، حسب ضرورت باتوں میں محاوروں اور مقولوں کا استعمال کرتے تھے۔

مولانا کا ایک وصف صبر وضبط تھا پرائیویٹ تنخواہ پر اکتفاء کرتے تھے مگر دوسروں کو مبعوث ضرور کرائے حالانکہ آپ کے گھریلو حالات مالی اعتبار سے بہت اچھے نہیں تھے پارچہ بافی ہی آپ کی روزی روٹی کا ذریعہ تھا۔

بیماری اور وفات: مولانا ہمیشہ لکھنے، پڑھنے پڑھانے، شکار کھیلنے اور لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے کے عادی تھے غالباً ۲۰۱۲ء میں ران کے شدید پھوڑے اور آپریشن کی وجہ سے بیمار رہنے لگے تھے لیکن کبھی کبھی باہر دکھائی دیتے تھے، ادھر چند سالوں سے پیر کی رگ سوکھنے کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بستر پر لیٹے رہتے تھے، عیادت کرنے والے آتے خیر خیریت پوچھتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے رہتے تھے مگر افسوس کہ یکم دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل بعد نماز مغرب ایک کہنہ مشق مولف ومترجم، مدرس ومقرر اور صحافی سے جمعیت وجماعت اور ملت محروم ہوگئی۔ اللھم اغفرله وارحمه...

آپ کی نماز جنازہ اگلے دن دو دسمبر بروز بدھ صبح دس بجے عیدگاہ اہل حدیث ڈومن پورہ پچھّم میں آپ کے چچا زاد بھائی مولانا سراج الحسن محمدی (استاذ مدرسہ دارالتعلیم مئو) کی امامت میں ادا کی گئی اور آبائی قبرستان بھٹکواں پٹی بھجونا میں سپرد خاک کئے گئے۔ نماز جنازہ میں عوام الناس اور مئو کے جامعات ومدارس کے اساتذہ وطلبہ اور اراکین نے کافی تعداد میں شرکت کی۔

شادی اور اولاد واحفاد: آپ کی شادی مئو ناتھ بھنجن کے ایک مشہور محلّہ کھیدو پورہ میں ہاجرہ خاتون بنت صفی اللہ سے ہوئی تھی ۱۳ فروری ۲۰۱۰ء کو اپنے شوہر، دو بیٹیوں سمیہ خاتون، رقیہ خاتون اور تین بیٹوں یاسر، یسار، اور مولانا عمار اثری کو چھوڑ کر اس دارفانی کو کوچ کر گئیں، **اللھم اغفرلھا وارحمھا**

ان کے خانوادے کے متعدد مشہور علماء کرام کا تذکرہ کردینا مناسب سمجھتا ہوں:

مولانا محمد اعظمی (سابق شیخ الحدیث اور شیخ الجامعہ عالیہ عربیہ مئو)، مولانا مظہر احسن ازہری (ناظم جامعہ عالیہ عربیہ مئو) حافظ شیخ اسعد اعظمی (استاذ جامعہ سلفیہ بنارس) مولانا نورالحسن مدنی (بنگلور) مولانا وحید رضا فیضی (استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو) مولانا ذکی انور مدنی (استاذ مدرسہ دارالتعلیم کھیدو پورہ مئو) مولانا جمال انور عمری مدنی (لندن) مولانا وڈاکٹر اجود عالی، مولانا فیاض احمد عمری، مولانا پرویز احمد عالی وغیرہ۔

مئو کے مشہور تجار حاجی سعود احمد کراؤن، حاجی عبدالودود کراؤن (صدر جامعہ عالیہ عربیہ مئو)، اجمل نورانی، افضل نورانی (سابق ناظم جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو) حاجی عبدالرحمٰن، اعجاز چاندنی وغیرہ اسی خانوادے سے ہیں۔

اس کے علاوہ اس خانودے میں کئی ایک بچیاں عالمہ فاضلہ بھی ہیں جو دینی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

تعزیتی پیغامات: مرکزی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی حفظ اللہ اور متعدد علماء کرام نے ان کے انتقال پر غم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ امیر محترم نے تعزیتی پیغام کے علاوہ پریس ریلیز وغیرہ جاری کی اور دعائے مغفرت کی اپیل کی۔ اس کے علاوہ سالک بستوی نے اپنی ایک تعزیتی نظم میں موصوف کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا۔

گلشن ہستی سے جیسے رت سہانی لے گیا
اک عزیز الحق بہاروں کی نشانی لے گیا
تشنگان علم وفن اب ہوگئے ہیں اشکبار
ساتھ اپنے موج دریا کی روانی لے گیا

آخر میں اللہ رب العالمین سے دعاء ہے کہ مولانا کی تدریسی، دعوتی، تالیفی اور سماجی خدمات کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے اور آپ کی چھوٹی بڑی لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہُ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَأَکْرِمْ نُزُلَہُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہُ وَأَدْخِلْہُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش کے سابق امیر معروف عالم دین مولانا صفی احمد مدنی صاحب کا انتقال پرملال

نئی دہلی: ۲۵/جنوری ۲۰۲۱ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث متحدہ آندھراپردیش کے سابق امیر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن عاملہ وشوری، علماء بورڈ صوبہ تلنگانہ کے صدر، جنوب ہند کی مشہور دینی وعلمی شخصیت، معروف عالم دین، مخلص داعی ومربی، ممتاز صاحب قلم اور کامیاب خطیب مولانا صفی احمد مدنی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا صفی احمد مدنی صاحب جن کا آج صبح نو بجے اچانک شوگر لیول کم ہونے کے سبب بعمر تقریبا 65 سال آبائی وطن حیدرآباد میں انتقال ہوگیا، ایک باصلاحیت عالم دین تھے۔ انہوں نے جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں ممتاز اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا اورایک طویل مدت تک جامعۃ البنات حیدرآباد اور جامعۃ الفلاح حیدرآباد میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ نے نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لیے شاہین نگر حیدرآباد میں جامعہ سلفیہ کے نام سے ایک تعلیمی وتربیتی ادارہ بھی قائم کیا تھا۔ آپ ایک کامیاب مدرس ومربی اور مسجد محبوبیہ اہل حدیث چنچل گوڑا کے مستقل خطیب تھے۔ آپ نے کئی اہم کتابوں کی تصنیف وترجمے کئے جن میں سے بعض مکتبہ ترجمان دہلی سے بھی شائع ہوئیں۔ مولانا اپنے اعلی اخلاق، ملنسارانہ خو، اخلاص اور علمی تفوق کی وجہ سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ملی حلقوں میں بھی کافی مقبول تھے اور ملی پروگراموں میں شرکت کرتے رہتے تھے۔ جماعتی غیرت وحمیت سے سرشار تھے اور جماعتی پروگراموں میں بڑے اہتمام سے شرکت کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاز سے کافی دل چسپی رکھتے تھے اور آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں اور جب تک رکن عاملہ وشوری رہے اجلاسہائے عاملہ وشوری میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ دعوت وتبلیغ کے کاموں سے ان کو بڑی دل چسپی تھی۔ کل شب کی ہی بات ہے جب آپ نے ایک دینی وتربیتی اجلاس کی صدارت کی اور نقاہت کے باوجود ۳۵/منٹ تک خطاب کیا اور اس طرح عمر عزیز کا آخری حصہ بھی اسی لیلائے دعوت واصلاح پر نچھاور کردیا۔ مولانا کافی عرصہ سے شوگر کے مریض تھے، کچھ دنوں پہلے بھی شدید علیل ہوئے تھے مگر صحت یاب ہوگئے تھے۔ لیکن موت کا وقت تو معین ہے اور آج صبح داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

امیر محترم نے کہا کہ مولانا صفی احمد مدنی صاحب ناچیز اور جمعیت کے ذمہ داران سے بڑی محبت کرتے تھے۔ کچھ دنوں پہلے حیدرآباد کے ہلاکت خیز سیلاب کے موقعہ پر اپنے دورہ حیدرآباد کے دوران مولانا کی بیمار پرسی کے لیے ان کے دردولت پر بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ حالانکہ مولانا ابھی بیماری سے پوری طرح شفایاب بھی نہیں ہوئے تھے، اس وقت ان پر انتہائی ضعف طاری تھا، پھر بھی منع کرنے کے باوجود ہماری محبت میں بڑی دیر تک ہمارے ساتھ بیٹھے رہے۔ ابھی ۱۷/جنوری کو صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے زیراہتمام تنظیمی ودعوتی کنونشن کے موقعہ پر ناچیز کی حیدرآباد حاضری ہوئی تو شدید علالت کے باوجود مولانا مرکزی وصوبائی ذمہ داران سے ملاقات کے لیے پروگرام میں تشریف لائے۔

امیر محترم نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مولانا صفی احمد مدنی صاحب جماعت وجمعیت اور ملت کے بڑے اثاثہ تھے۔ آج افسوس کہ جماعت وملت ایک کہنہ مشق مدرس ومقرر، داعی ومربی اور مصنف ومترجم سے محروم ہوگئی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، دو صاحبزادے عزیزم سعید سلمہ اورعزیزم خالد سلمہ اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ ان کے جنازے کی نماز آج ہی بعد نماز مغرب چنچل گورہ حیدرآباد میں ادا کی گئی جس میں بلاتفریق مسلک ومشرب علماء وعوام اور ذمہ داران جمعیات اہل حدیث وملی تنظیمات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جنازے میں ازدحام غیرمعمولی تھا۔ حیدرآباد کی تاریخ میں چند گنے چنے حضرات کے جنازے میں ہی ایسی شرکت دیکھنے کو ملی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان ومتعلقین کو صبرجمیل کی توفیق بخشے اورشہری اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد اورصوبائی جمعیات اہل حدیث تلنگانہ و آندھراپردیش کو ان کا نعم البدل عطافرمائے۔ آمین۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران واراکین اور کارکنان نے بھی مولانا کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

وطن عزیز کا سب سے بڑا امتیاز اور لائق افتخار اس کا آئین ہے: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ میں تقریب یوم جمہوریہ کا انعقاد

نئی دہلی: ۲۷/جنوری ۲۰۲۱ء

وطن عزیز ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے اور اس جمہوریت کی سب سے بڑی بنیاد، امتیاز وکمال اور باعث صد افتخار اس کا آئین اور سمویدھان ہے۔ جس کی وجہ سے ساری دنیا میں اس کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کی تعمیر وترقی اور امن وبھائی چارہ کا راز بھی اسی عظیم آئین میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن ہمارے اسلاف اور بڑے بزرگوں نے اپنا خون جگر جلا کر اس کو تیار کیا اور اسے ملک میں نافذ کرنے کی قسمیں کھائی تھیں کہ ہم اسی کی بنیاد پر ملک کو استوار کریں گے، آئندہ نسلوں کو پروان چڑھائیں گے اور پورے ملک میں ہمہ جہت تعمیر وترقی کا دریا بہائیں گے، اسی دن ہر ایک ہندستانی نے یہی نہیں کہ اسے بسر وچشم تسلیم کیا تھا بلکہ اس کی بنیاد پر اپنے آپ کو ہر میدان میں آگے بڑھانے کا عزم بھی کیا تھا۔ آج بھی ہم نے ملک کی آئین کا پالن کر کے اس مقام تک پہنچایا ہے کہ دنیا میں اس عظیم جمہوریہ کا نام عزت واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف کل مورخہ ۲۶/جنوری ۲۰۲۱ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ واقع اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں منعقدہ یوم جمہوریہ کی تقریب میں پرچم کشائی کے بعد خطاب کر رہے تھے۔

امیر محترم نے کہا کہ آج کا دن یقیناً ہمارے لیے اور دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے ہر ہندوستانی کے لیے بڑی خوشی ومسرت کا دن ہے۔ اس دن کے ساتھ جس طرح ہماری روشن تاریخ، بہت سی یادیں اور اسلاف کی عظیم قربانیاں وابستہ ہیں اسی طرح اس سے ہمارے حال کے بہت سارے احوال اور روشن مستقبل بھی منسلک ومربوط ہے۔ اس تاریخی موقع پر سارے دیس واسیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں، دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ہماری امیدوں اور تمناؤں کا یہ سدا بہار چمن یونہی پھلتا پھولتا اور امن وشانتی وبھائی چارے کا گہوارہ بنا رہے اور اس کی خوشبو سارے ملک کو معطر کرتی رہے۔ اس خوشی کے موقع پر ہم اپنے ان اسلاف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جنھوں نے وطن عزیز کے آئین کی تدوین میں لاکھ جتن کیے تھے، قربانیاں دی تھیں، دنیا کے تمام نظامہائے قدیم وجدید کو کھنگالا تھا، اور یہاں کے باشندوں کے متنوع طبائع ومزاج، بودوباش، ریت ورواج اور ادیان ومذاہب کے مطابق وموافق ہر جگہ سے مختلف قسم کے پھول، وہاں کی خوشبو، بوقلمونی اور رنگارنگی کشید کر کے ہمارے لیے ایک مضبوط جمہوری آئین تیار کیا تھا۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں زور دے کر کہا کہ اس تاریخی موقع پر ہمیں اپنے اسلاف کی قربانیوں کو یاد کرنا چاہیے اور امن وآشتی اور آئین وقانون پر عمل کر کے بہترین شہری بن کر ان کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے اور اس عزم کو تازہ کرنا چاہیے کہ جس طرح عظیم قربانیوں اور طویل جدوجہد کے بعد یہ آزادی نصیب ہوئی تھی اور ہمارے بزرگوں نے خون جگر سے جس طرح ملک کے عظیم آئین کو عدل وانصاف، بھائی چارہ اور مساوات کی بنیاد پر استوار کیا تھا ہم بھی اسی جذبے سے اس امانت کو سنبھال کر رکھیں گے۔ صرف اپنے حقوق کی دہائی کے نام پر اس کو یاد نہ کریں بلکہ اس کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کا بھی ادراک کریں۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں ملک وملت کی ترقی وخوش حالی، امن وشانتی، اخوت وبھائی چارہ اور یک جہتی وہم آہنگی کے لئے دعا کی اور تمام دیش واسیوں سے مخلصانہ اپیل کی کہ ملک کے آئین وقانون کی پاسداری کریں، ایک دوسرے کا احترام کریں، ملک وملت اور انسانیت کے تئیں اپنی ذمہ داری نبھائیں اور اس عزم کو تازہ کریں کہ اس گنگا جمنی تہذیب، اخوت وبھائی چارہ اور آزادی وآئین کے تحفظ کے جذبے کو نئی نسل تک بھی اپنے اسلاف ہی کی طرح اسی خیر سگالی وہم آہنگی کے جذبے سے منتقل کرتے رہیں گے۔ نیز جس طرح کووڈ ۱۹ کے مقابلہ کے لئے ہم سب نے مل کر شرعی اور طبی وحکومتی ہدایات کو بخوبی برتا جس کے بہتر ثمرات سامنے آئے۔ ہم اس وباء کے خلاف اسی طرح آئندہ بھی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مہلک وباء سے وطن عزیز اور پوری انسانیت کو نجات دے۔ آمین۔ ہندوستان زندہ باد!

پریس ریلیز کے مطابق المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ واقع اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی میں حسب روایت یوم جمہوریہ کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں کووڈ ۱۹ کے پیش نظر اختصار کا خیال رکھا گیا۔ پرچم کشائی امیر محترم کے ہاتھوں ہوئی۔ اس مختصر تقریب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، میڈیا کوآرڈینیٹر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، انجینئر قمر الزماں اور معہد کے دیگر کارکنان ومتعلقین شریک ہوئے۔ پرچم کشائی کے بعد قومی ترانہ پڑھا گیا۔

☆☆☆

ضلع مستقر محبوب نگر میں اصلاحی و تنظیمی کنونشن: مرکزی وصوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے ذمہ داروں کا اصلاحی وتنظیمی کنونشن اور تین اضلاع کا دورہ:

مرکزی وصوبائی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران کا دورہ محبوب نگر بتاریخ ۱۶/جنوری ۲۰۲۱ء زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی مدنی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند بمقام مسجد ناصر صالح محبوب نگر بعد نماز مغرب تارات ۳۰۔۹ بجے تک منعقد ہوا۔

مقررین میں فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی حفظہ اللہ، سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ، فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید آصف عمری حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ ، فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان حفظہ اللہ امیر شہری جمعیت حیدرآباد وسکندرآباد کے علاوہ حافظ عبدالقیوم حفظہ اللہ نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام شامل ہیں۔

کنونشن کا آغاز حافظ محمد احمد بن عبدالقادر سراج کی قراءت کلام پاک سے ہوا۔ جناب نعمت اللہ صاحب امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر نے استقبالیہ کلمات پیش کئے۔ اور جناب ڈاکٹر محمد مظہر الزماں صدیقی ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر نے جمعیت اہل حدیث کے آغاز وارتقاء کا مختصراً جائزہ پیش کیا۔

موصوف نے کہا کہ مستقر محبوب نگر میں نصف صدی قبل صرف ایک مسجد محمدیہ موجودہ جامع مسجد اہل حدیث موجود تھی۔ اس کے بانیوں میں جناب عبدالرشید رحمہ اللہ جاگیردار، جناب سعادت خان صاحب رحمہ اللہ، امام وخطیب مسجد، جناب بابو عبدالرحیم مؤذن مسجد، ان ہی چند افراد کے مختصراً افراد خاندان رہا کرتے تھے۔ مذکورہ افراد جمعیت محبوب نگر میں جمعیت اہل حدیث کی شناخت ہوا کرتے تھے۔

بعدہ جناب محمد قمرالزماں صدیقی رحمہ اللہ مقیم اوٹکور محکمہ تعلیمات میں سرکاری ملازمت سے وابستہ تھے، محبوب نگر منتقل ہوئے، ساتھ ہی ان کے برادران بھی آئے۔ نقل مکانی کرنے والی ایک اور اہم شخصیت جناب سراج الدین صاحب سابق ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش (جو پیشہ تدریس سے وابستہ تھے) محبوب نگر منتقل ہوئے۔

دریں اثناء محبوب نگر جمعیت اہل حدیث کی تشکیل عمل میں آئی۔ جناب عبدالرشید صاحب اور جناب محمد قمرالزماں صدیقی صاحب یکے بعد دیگرے امیر مقامی وضلعی خدمات انجام دیتے رہے۔ ایک تحریری صلاحیت رکھنے والی شخصیت جناب فضل الحق صاحب ہردومقامی وضلعی کے ناظم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

جناب عبدالحافظ بن بدر صاحب کا جمعیت اہل حدیث میں شمولیت سے جمعیت کو تقویت ملی۔ دینی، دعوتی اور تعمیری سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ جناب زاہد حسین ہاشمی رحمہ اللہ و جناب محمد حسین رحمہ اللہ کا جمعیت میں شمولیت سے مالی استحکام کی راہیں ہموار ہوئیں، ہر دو افراد جمعیت اہل حدیث کے مقامی وضلعی جمعیت کی خدمات انجام دے کر جمعیت کو استحکام بخشا۔

موجودہ دور میں جناب نعمت اللہ صاحب امیر ضلعی جمعیت وجناب ڈاکٹر محمد مظہر الزماں صدیقی ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر جمعیت کی ہمہ گیر ترقی میں منہمک ہیں۔ جناب سلیم الدین امیر مقامی جمعیت وجناب عبدالوہاب افسر ایڈوکیٹ بہ حیثیت ناظم جمعیت خدمات انجام دے رہے ہیں، ڈاکٹر محمد مظہر الزماں صاحب نے اس کے علاوہ علماء کی نام بہ نام خدمات کا تذکرہ کیا۔ بعدہ ضلعی جمعیت کے مقامی جمعیات اور جمعیت کی ضلع مستقر میں اور مقامی جمعیات میں تعداد کا تذکرہ کیا۔

کنونشن کے تقریری سلسلہ کا آغاز فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان صاحب حفظہ اللہ کی تقریر بعنوان ''تنظیم کی اہمیت'' سے ہوا۔ انہوں نے تنظیم کو قائم رکھنے کے لئے چند اصولوں کی نشاندہی کی اور تنظیم کو مکمل کتاب وسنت سے وابستہ ہوجانے کا مشورہ دیا۔ معروف کا حکم اور منکرات سے دور رہنے کی تلقین کی۔ فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی حفظہ اللہ سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ نے اپنے عنوان ''ذمہ داروں کی کردار سازی'' پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک فرد سے اس کی ذمہ داری سے متعلق سوال کیا جائے گا۔ لہٰذا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس رکھے۔ اور اس پر عمل کرے۔

نبی کریم ﷺ اس لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے کہ اچھے کردار کا نمونہ بن کر اپنی دعوت وتبلیغ کو لوگوں تک پہنچائیں۔ قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بے شک آپ کے اخلاق بلند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چند نکات کو اپنا کر کردار سازی کے عمل کو جاری رکھا جاسکتا ہے مثلاً دل پاک وصاف ہونا چاہیے۔ دل کو اللہ تعالی نے خیر وشر کا مرکز بنایا ہے۔ اپنے دلوں کو خیر کی طرف کرنا چاہیے۔ شک کی بیماری کو ترک کرنا ،لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ دینداری کے لئے عقائد توحید درست ہوں، عبادات کا شوق ہو، معاملات درست ہونا چاہیے۔ شرک سے بچنا، والدین کی خدمت کرنا، زبان کی حفاظت کرنا اچھے کردار کے ضروری عناصر ہیں۔

فضیلۃ الشیخ آصف عمری حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث نے جمعیت اہل حدیث کی تمام اکائیوں یعنی مقامی جمعیات کو ضلع، ضلعی جمعیت کو صوبہ، صوبائی

جمعیت کو مرکزی جمعیت سے جڑنے اور اس کی اطلاعات کو فی الفور ایک دوسرے تک پہنچانے کے لئے مرکزی جمعیت کی ''جمعیت اہل حدیث ایپ'' کی اہمیت وضرورت پر زور دیا۔ اور کہا کہ اس ایپ کو بروئے کار لانے سے ہر سطح اور میدان کے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور جس سے جمعیت میں کمیونیکیشن گیپ ختم ہو کر فی الفور تمام معلومات جمعیت کے ہر فرد تک پہنچ پائیں گی۔

حافظ عبدالقیوم حفظہ اللہ نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کنونشن سے متعلق اپنے تاثرات پیش کئے اور کہا کہ جماعت اہل حدیث قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے منصوبوں کو کامیاب بناسکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو تادم حیات اس پر قائم ودائم رکھے۔

فضیلۃ الشیخ اصغرعلی امام مہدی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے صدارتی خطاب میں تنظیمی واصلاحی امور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بے حد موثر تقریر فرمائی۔ تنظیم کی افادیت سے روشناس کرایا اور اس میں پیدا کردہ سلبیات سے بچنے کی تلقین کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جمعیت میں چند ذمہ داران جمعیت یا چند ذمہ داران مساجد تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ بعض لوگ ذمہ داران پر بے جا اعتراضات کرکے کاموں میں رکاوٹ کا باعث بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے سینہ سے کینہ حسد اور بغض کو نکال پھینکیں دلوں کو صاف کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت اہل حدیث نے جنگ آزادی سے لے کر اب تک ملک کے شانہ بہ شانہ کھڑی ہو کر ملک کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف سب سے پہلے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہی نے فتوی دیا ہے اور اسی طرح پچھلے چند ماہ سے کرونا جیسی وباء میں حکومت علماء واطباء کے احکامات وپیغامات پر مدارس ومساجد بند رکھی گئی ہیں، اور تقریباً ایک سال میں ہوئے تعلیمی نقصان کو پورا کرنے کے لئے ویب سائٹس کا سہارا لیا گیا۔ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ایجادات وٹیکنالوجی کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں انسانیت کا جو درس دیا گیا ہے اس کو عام کرنا ہوگا۔ اس دین محمدی پر عمل کے ذریعہ آپسی اخوت کو بڑھانا اور انسانیت کے لئے مثال بننا ہوگا اور یہ کام تنظیم کی مضبوطی ہی سے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ظالم کو (ظلم) گناہوں کے سبب مسلط کرتا ہے، جس کے سبب ذلت وبدحالی بڑھ جاتی ہے۔ بھلائی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا جمعیت اہل حدیث کا مشن ہے۔ جمعیت کے ذمہ داران کو ایک دوسرے سے باہم مل جل کر کام کرنے کی ضرورت ہے انہوں نے عوام کے درمیان خیرخواہی کا معاملہ اپنانے اور کردار سازی کے ذریعہ اپنی تنظیمی ذمہ داریوں کو نبھانے کا مشورہ دیا۔

جناب محمد سلیم الدین امیر مقامی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر کے ہدیہ

تشکر واختتامی دعا کے ساتھ کنونشن کا اختتام ہوا۔ کنونشن کی نظامت کی کارروائی جناب ڈاکٹر مظہر الزماں صدیقی ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر نے بخوبی نبھائی۔
(رپورٹ: ڈاکٹر محمد مظہر الزماں صدیقی، ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث محبوب نگر (تلنگانہ)

نوٹ: مورخہ ۱۴ تا ۱۷؍ جنوری ۲۰۲۱ء صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے زیر اہتمام صوبائی دورہ وکنونشن کا اہتمام کیا گیا جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر جت پال نگر، کریم نگر، حیدرآباد وسکندرآباد، محبوب نگر میں متعدد پروگرام ہوئے اور امیر محترم نے صوبائی وضلعی جمعیات کے ذمہ داران کے ساتھ مختلف مقامات کا دورہ کیا اور احباب جماعت سے ملاقاتیں کیں۔ (ادارہ)

مولانا محفوظ الرحمن سلفی صاحب کو صدمہ:
یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ محترم مولانا محفوظ الرحمٰن سلفی صاحب مقیم ممبرہ ممبئی کے والد محترم جناب حاجی محی الدین صاحب کا مورخہ ۲؍ جنوری ۲۰۲۱ء کو بعمر تقریباً سو سال آبائی وطن کونڈؤ بونڈیہار، یوپی میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ اللہ ان کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ان کی نیکیوں اور خدمات کو قبول فرمائے۔ پسماندگان اور متعلقین خصوصاً مولانا محفوظ الرحمٰن سلفی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم کے صاحبزادے مولانا محفوظ الرحمٰن سلفی صاحب جماعت کے ایک متحرک عالم دین ہیں، جماعتی کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند خصوصاً ناچیز سے قلبی محبت اور والہانہ تعلق رکھتے ہیں۔ (شریک غم: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

انتقال پرملال: یہ جان کر یقیناً افسوس ہوگا کہ مسجد محمدیہ شہزادہ باغ اندرلوک کے مؤسس مرحوم الحاج عبدالرحمٰن عرف مان صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا مورخہ ۱۹؍ جنوری ۲۰۲۱ء بروز منگل انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوفہ نماز، روزہ کی پابند ہونے کے ساتھ علم اور علماء کی بڑی قدردان تھیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ سیئات سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ ''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (۲۰۲۰-۲۰۲۱) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

داخلے جاری ہیں

ملک میں مدارس وجامعات اور تعلیمی اداروں کے کھلتے ہی

''المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة'' میں تعلیم شروع ہوجائے گی۔ ان شاءاللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دوسال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم ازکم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

داخلہ کے خواہش مند فضلاء اپنی درخواست مع تصدیقات و نقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں اور داخلہ امتحان کی تاریخ کا انتظار کریں۔

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون نمبر:۔ 011-26946205, 23273407، موبائل: 09560841844, 9213172981

شعبۂ تعلیم و تربیت: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق امیر حافظ محمد یحییٰ دہلویؒ صاحب کے انتقال پر

تعزیتی پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی السّلفی/ حفظہ اللہ وتولاہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ مع اہل وعیال وذمہ داران جمعیت خیر وعافیت سے ہوں گے۔

نہایت کرب اور دکھ کے ساتھ پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے واٹس ایپ گروپ کے ذریعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق امیر اور سرپرست حافظ محمد یحییٰ بن حافظ حمید اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دل غمگین ہے، آنکھیں اشکبار ہیں اور عقل ماؤف ہے، **ان العین لتدمع والقلب لیحزن ولا نقول الاما یرضی ربنا وانا بفراقک لمحزونون.**

اللہ رب العالمین نے آنجناب کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، آپ ملک وملت اور جمعیت وجماعت کے اہم ستون تھے، غیور قائد اور کامیاب منتظم تھے، اتحاد امت اور قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کے مناد تھے۔ دعوت اہل حدیث کی نشر واشاعت اور تحریک اہل حدیث پر مخالفین کی شرانگیزیوں کا دفاع کرنے کے لئے آپ ہمہ وقت کمربستہ اور تیار رہتے تھے۔

زندگانی بھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

آپ گوناگوں صفات حمیدہ وکمالات فائقہ کے مالک تھے، آپ خوش خلقی، مہمان نوازی، یتیم پروری، رحم دلی، تقوی شعاری، عجز وانکساری، شرافت وتواضع اور حسن عمل جیسی عادات حسنہ کی منہ بولتی تصویر تھے۔ آپ کے قلب وجگر میں اسلام اور ملت وجماعت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ عنفوان شباب سے تادم حیات جمعیت وجماعت کے کاموں میں مشغول ومصروف رہ کر جمعیت کے اعلیٰ عہدہ کی ذمہ داری بھی بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

امیر محترم! آپ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے بہت سے تاریخی کارنامے اور اہم نشاطات اور اعمال کا آغاز بھی حافظ صاحب رحمہ اللہ ہی کی امارت میں کیا اور آپ دونوں قائدین کی مخلصانہ شبانہ روز مساعی خصوصاً حافظ صاحب کی دعائے نیم شبی کی برکت سے ہرمیدان میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی اور ملک وبیرون ملک میں جمعیت کا بھرپور تعارف ہوا۔ یقیناً تعمیرات، تنظیم، دعوت وارشاد، نشر واشاعت، تعلیم وتربیت، صحافت واعلام اور قومی وملی اور انسانی خدمات کے شعبوں میں جو ہمہ جہت ترقی دیکھنے کو ملی اور جس سے اہل حدیثان ہند کو قلبی مسرت واطمینان حاصل ہوا۔ اس پر مستزاد متعدد آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس وسیمینار، سال بہ سال دورات تدریبیہ برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین اور مسابقات حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد، المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کا قیام، وسیع وعریض اہل حدیث کمپلیکس کی تعمیر وغیرہ سب کارنامے اور مبارک سلسلے آپ دونوں کے باہمی اعتماد اور کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

بلاشبہ حافظ صاحب کی رحلت سے جمعیت وجماعت کا بالخصوص اور مسلمانوں کا بالعموم ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ ہم سب اس کی مشیت اور فیصلہ کے تابع ہیں۔ اسی سے التجا کرتے ہیں کہ اس جگہ کو پُر کردے۔ **اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا** نیز اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو آخرت میں بلند درجات سے نوازے۔ لغزشوں سے درگذر کرے اور ان اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور ان کے جملہ متعلقین ورشتہ داروں کو صبر وسلوان کی توفیق عطا فرمائے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

شریک غم

محمد شمس الحق عبد الحق سلفی

نائب ناظم، صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

یکم دسمبر ۲۰۲۰ء

☆☆☆

دو تاریخی اور عظیم کارناموں کے بارے میں

ایک بڑی خوشخبری اورپُرزوراپیل

پیارے بھائیو! اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی میں چوتھی منزل کا کام چھت تک پہنچ چکا ہے اوراہل حدیث کمپلیکس کی دوسری منزل کی چھت کی ڈھلائی آپ کے صدقۂ جاریہ کی منتظر ہے۔ ان ہر دو عظیم اور تاریخی کارِ خیر میں ہر فرد سے فوری مدد کی اپیل ہے۔اس عظیم یادگار اور صدیوں کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل اور خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے کیا آپ سو پچاس اور دس روپئے بھی بھیجنے سے معذور ہیں؟

پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔

مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر حاضر خدمت ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292